مسلسل اشاعت کے ۵۴ سال

شمارہ: ۴ جلد: ۲۱ | ربیع الثانی ۱۴۳۸ جنوری 2017

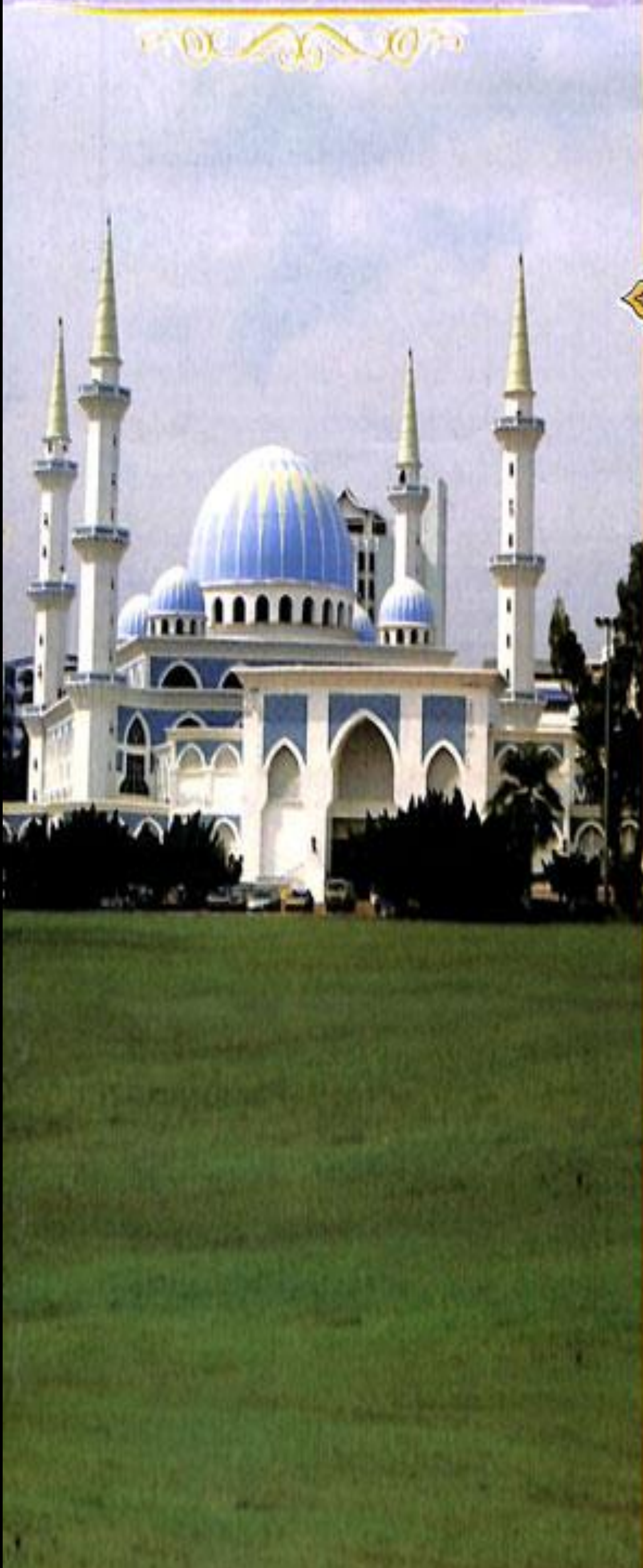

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

وحدت رسالت

ایک درویش ایک بادشاہ

چند یادیں صحابیات

امت مسلمہ کی خدمت میں ایک اور تحفہ یادگار

قادیانیوں کو افواج پاکستان میں ہرگز بھرتی نہ کیا جائے!

قادیانی فتنے سے متعلق تازہ صورت حال

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

ماہنامہ لولاک ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

شمارہ: ۴ | جلد: ۲۱

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ محمد قیصر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد — حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی — مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا فقیر اللہ اختر — مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی — مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین — مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد اسحاق ساقی — مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ — غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
چوہدری محمد اقبال — مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق

ناشر: عزیز احمد   مطبع: تکمیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486, 0300-4304277

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

قادیانی فتنہ سے متعلق تازہ صورت حال	ادارہ	03

مقالات ومضامین

وحدت رسالت	علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ	05
چند بہادر صحابیاتؓ	ڈاکٹر فیوض الرحمن	09
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:20)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	13
ایک درویش......ایک بادشاہ	محمد یعقوب سروش	16
انوکھا مقدمہ	مولانا محمد وسیم اسلم	20
تاریخ خلیفہ ابن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (قسط نمبر:9)	ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری	22

شخصیات

مولانا محمد یعقوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا اللہ وسایا	27
مولانا غلام رسول شوق رحمۃ اللہ علیہ	// // //	29
مولانا مفتی حمید اللہ جان رحمۃ اللہ علیہ	// // //	29
مولانا قاری عبدالروف نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	// // //	30
مولانا محمد یوسف رحمانی رحمۃ اللہ علیہ	// // //	30
مولانا مطلع الانوار رحمۃ اللہ علیہ	// // //	30
ایک اور چراغ بجھ گیا	پروفیسر حافظ نور محمد	32

رد قادیانیت

قادیانی دجال کا استیصال (حصہ نثر)	مولانا سعد اللہ لدھیانوی	34
بین المسالک صوبائی امن کانفرنس اور قادیانی مسئلہ	مولانا اللہ وسایا	42
اردو دائرہ معارف اسلامیہ وسن پیدائش مرزا قادیانی ۱۸۳۵ء؟	مولانا عبدالماجد شہیدی	46
قادیانیوں کو افواج پاکستان میں ہرگز بھرتی نہ کیا جائے	مولانا محمد کلیم اللہ حنفی	50

متفرقات

امت مسلمہ کی خدمت میں ایک اور تحفۂ یادگار	قاری محمد شاہ نقشبندی	52
حیرت انگیز معلومات	حافظ عتیق الرحمن	54
تبصرۂ کتب	ادارہ	55
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمتہ الیوم

قادیانی فتنہ سے متعلق تازہ صورت حال!

’’روزنامہ اسلام‘‘ ملتان میں یکم دسمبر ۲۰۱۶ء، مطابق یکم ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ کے صفحہ اوّل پر یہ خبر شائع ہوئی ہے: ’’پنجاب اسمبلی، قادیانی اساتذہ کے اسلامیات پڑھانے پر پابندی نہ لگانے کے خلاف احتجاج! ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والا اسلامیات وعربی کیسے پڑھا سکتا ہے؟ حکومت قانون سازی کرے۔ ارکان! اپوزیشن کے احتجاج اور بعض حکومتی ارکان کے خدشات کے پیش نظر حکومت نے تدریس پر جلد پابندی لگانے کی یقین دہانی کردی۔

لاہور (نیوز رپورٹر) پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں اپوزیشن ارکان نے قادیانی ٹیچرز پر سکولوں اور کالجوں میں اسلامیات اور عربی پڑھانے کی پابندی نہ ہونے کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوئے ایوان کی کارروائی سے واک آؤٹ کیا۔ جب کہ انٹرنیشنل ختم نبوت کے رہنما و چنیوٹ سے مسلم لیگ (ن) کے رکن اسمبلی مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایوان میں بیٹھے رہے اور قادیانی ایشو پر احتجاج میں حصہ نہ لیا۔ تاہم نکتہ اعتراض پر ان کا کہنا تھا کہ جب مسلمان ٹیچرز نہیں ہوں گے تو قرآن، اسلامیات اور عربی کون پڑھائے گا؟ حکومت کو اس پر قانون سازی کرنی چاہئے کہ قادیانی ٹیچرز اسلامی اور عربی نہ پڑھائے۔ اپوزیشن کے ارکان کے شدید احتجاج اور بعض حکومتی ارکان کے خدشات کو دیکھتے ہوئے پنجاب حکومت کی پارلیمانی سیکرٹری برائے سکول ایجوکیشن مسز جوئس روفن جولیس نے یقین دہانی کروائی کہ محکمہ ایجوکیشن جلد اس بارے نوٹیفکیشن جاری کردے گا کہ قادیانی سمیت کوئی بھی اقلیتی ٹیچرز اسلامیات اور عربی نہیں پڑھا سکتا۔ گزشتہ روز پنجاب اسمبلی کا اجلاس اپنے مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ ۱۵ منٹ تاخیر سے شروع ہوا۔ وقفہ سوالات کے دوران جب جماعت اسلامی کے رکن اسمبلی ڈاکٹر سید وسیم اختر کی جانب سے یہ سوال سامنے آیا کہ کیا پنجاب میں محکمہ تعلیم کی بھرتی پالیسی میں قادیانیوں، مرزائیوں کو اسلامیات اور عربی کا ٹیچر بھرتی ہونے سے روکنے کے لئے کوئی شق موجود ہے؟ جس پر محکمہ سکولز کی جانب سے یہ جواب سامنے آیا کہ محکمہ سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بھرتی پالیسی میں ایسی کوئی قدغن نہیں لگائی، قادیانی اور مرزائی بھی اسلامیات اور عربی ٹیچرز کے لئے درخواستیں دے سکتے ہیں تو اپوزیشن و جماعت اسلامی کے رکن سید وسیم اختر نے اس پر شدید احتجاج کیا۔ جو قادیانی خاتم النبیین ﷺ پر ایمان نہیں رکھتا۔ جو حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی نبی آنے کا ایمان رکھے وہ کس طرح اسلامیات یا عربی پڑھا سکتا ہے۔

حکومت کو ایسی پالیسی کو ختم کرنا چاہئے۔اس پر اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید نے نکتہ اعتراض پر بات کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اسے سیاسی ایشو نہ بنائے۔یہ دین اسلام کا مسئلہ ہے۔حکومت کو یقین دہانی کروانی چاہئے کہ کوئی غیر مسلم اسلامی مضامین نہیں پڑھا سکتا۔اس کے بعد اپوزیشن کے تمام ارکان نے حکومتی جواب پر ایوان کی کارروائی سے واک آؤٹ کر دیا۔تاہم ایوان میں موجود چنیوٹ سے مسلم لیگ (ن) کے رکن اسمبلی وانٹرنیشنل ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد الیاس نے اس بائیکاٹ میں حصہ نہیں لیا۔تاہم انہوں نے بھی اس ایشو پر نکتہ اعتراض پر بات کرتے ہوئے کہا کہ جب مسلم ٹیچرز نہیں ہوں گے تو قرآن، اسلامیات اور عربی کون پڑھائے گا؟انہوں نے کہا کہ پارلیمانی سیکرٹری جو بات زبانی طور پر کر رہی ہیں اگر یہ تحریری طور پر ایوان میں پیش کر دیتی تو اچھا ہوتا۔انہوں نے سپیکر سے مطالبہ کیا کہ اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس پر قانون سازی کی جانی چاہئے کہ کوئی قادیانی اسلامیات یا عربی نہیں پڑھا سکتا۔اس دوران مسلم لیگ (ن) کی خاتون رکن ڈاکٹر فرزانہ نذیر نے بھی نشاندہی کی کہ قادیانی تو اب جمعہ کی نمازیں بھی پڑھا رہے ہیں۔جس پر مسلم لیگ (ن) کے ارکان نے انہیں فوری بٹھا دیا۔اس کے بعد سپیکر اسمبلی رانا محمد اقبال نے پارلیمانی سیکرٹری کو مزید جواب کی ہدایت کی تو پارلیمانی سیکرٹری برائے سکول ایجوکیشن مسز جوئس روفن جولیس نے ایوان کو یقین دہانی کروائی کہ اس بارے محکمہ سکولز جلد نوٹیفکیشن جاری کر دے گا کہ اسلامیات غیر مسلم ٹیچرز نہیں پڑھا سکتے۔ اس کے بعد سپیکر رانا محمد اقبال خان نے صوبائی وزیر شیخ علاؤالدین اور صوبائی وزیر خواجہ سلمان کو کہا کہ وہ اپوزیشن کو منا کر ایوان میں واپس لائیں جس کے بعد اپوزیشن ارکان ایوان میں واپس آگئے۔“

یہاں تک روزنامہ اسلام کی خبر ملاحظہ فرمائی۔جس میں آپ نے قادیانی طبقہ سے متعلق حکومتی پالیسی کو واضح طور پر محسوس کیا۔واقعہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں کہیں بھی اسلامیات کا پروفیسر قادیانی نہیں ہے۔کہیں پتہ چلے تو اس کے متعلق جدوجہد کی جاتی ہے۔لیکن پنجاب میں حکومتی سطح پر قادیانیت نوازی کا یہ عالم ہے کہ اسلامیات کے اساتذہ کی بھرتی میں قادیانیوں پر قدغن نہیں۔گویا پنجاب حکومت نے قادیانیوں کو مسلمانوں میں شمار کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔جماعت اسلامی پنجاب کے رہنما جناب سید وسیم اختر صاحب ہزاروں مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس مسئلہ کو سرکاری سطح پر اٹھایا۔ پنجاب اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر جناب میاں محمود الرشید نے تائید میں کلمہ خیر بلند کر کے اپنا مقام بلند کیا۔حکومت کا وعدہ کرنا کہ جلدی اس پر نوٹیفکیشن جاری ہو جائے گا، اگر دفع الوقتی نہیں تو اس پر فوری عمل ہونا چاہئے۔

جناب محترم سید وسیم اختر صاحب اور جناب میاں محمود الرشید صاحب اس پر نظر رکھیں تاکہ جس کار خیر کے لئے انہوں نے کلمہ خیر بلند کیا اس پر عمل درآمد ہو سکے۔(بہت سارے معاملات ایسے ہیں کہ جن پر گزارشات کرنا ہیں۔قارئین اگلے پرچہ کا انتظار فرمائیں)

وحدت رسالت

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

وحدت الٰہی کے بعد وحدت رسالت کا درجہ ہے اور اس سلسلہ میں محمد رسول اللہ ﷺ نے جو اصلاح فرمائی جو غلط فہمیاں دور کیں اور جو بلند تخیل منصب نبوت کے متعلق پیش فرمایا اس کو ذرا تفصیل سے سننے کی ضرورت ہے۔

تخصیص کا ابطال

سب سے بڑی غلطی جو دوسری قوموں سے اس مسئلہ کے متعلق سرزد ہوئی وہ یہ تھی کہ نبوت کو ایک محدود اور مخصوص چیز قرار دے لیا گیا تھا۔ آریہ ورت کے ہندو کہتے تھے کہ خدا کی بولی صرف یہیں کے رشیوں اور منیوں نے سنی اور وہ صرف وید کے اوراق میں محفوظ ہے۔ زردشت، ایرانیوں کے علاوہ سب کو یزدان کے جلوۂ نورانی سے محروم خیال کرتا تھا۔ بنی اسرائیل اپنے سوا کہیں اور کسی نبی یا رسول کی بعثت کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ عیسائی صرف اپنے آپ کو خدا کی فرزندی کا مستحق سمجھتے تھے۔ لیکن محمد رسول اللہ ﷺ نے اس تخصیص کو خدا کے شان رحمت اور عدل وانصاف کے منافی تصور کیا اور قرآن مجید نے متعدد آیتوں میں اس کی تردید فرمائی: ’’ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ‘‘ ایک یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سواسب پیغمبروں کا انکار کر سکتا ہے۔ ایک عیسائی صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان کر عیسائی رہ سکتا ہے۔ ایک ہندو تمام دنیا کو شودر کہہ کر بھی پکا ہندو ہو سکتا ہے۔ ایک زردشتی حضرات ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی تکذیب کر کے بھی دینداری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب تک تمام پیغمبروں کو تسلیم نہ کرے، مسلمان نہیں ہو سکتا۔

تنگ خیالی کا دائرہ صرف یہیں تک محدود نہ تھا کہ نبوت کو ملک، قوم اور زبان کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ یہ مخصوص کرنے والے خود پیغمبروں میں تفریق کرتے تھے۔ یعنی ان میں سے بعض کو نہیں مانتے تھے۔ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ کاذب سمجھتے تھے اور ان پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے تھے۔ قریش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے چلانے لگتے تھے۔ یہود ونصاریٰ دونوں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو صرف بادشاہ سمجھتے تھے اور پیغمبر نہیں مانتے تھے۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے عرب وعجم، شام وہند، پورب، پچھم، اوتر، دکن کی تخصیص کو دور کرتے ہوئے بتایا کہ ہر ملک اور ہر قوم میں خدا کا نور دیکھا گیا اور اس کی آواز سنی گئی ہے۔ اس لئے بلا تفریق وامتیاز

دنیا کے پیغمبروں اور رسولوں کو یکساں خدا کا رسول، صادق اور راست باز تسلیم کرنا چاہئے۔

مفہوم نبوت کی وضاحت

ایک اور واقعیت جس کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے، یہ ہے کہ اسلام سے پہلے نبوت، رسالت اور پیغمبری کی کوئی واضح اور غیر مشتبہ حقیقت دنیا کے سامنے نہ تھی۔ یہود کے ہاں نبوت کے معنی صرف پیشین گوئی کے تھے اور نبی پیشین گو کو کہتے تھے۔ جس کے متعلق ان کا یہ یقین تھا کہ اس کی دعا یا بددعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تورات کے صحیفہ تکوین میں اس مضمون کی آیتیں موجود ہیں۔ اس بناء پر حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی نبوت و رسالت کا ایک دھندلا سا خاکہ ان کے ہاں موجود ہے۔ بلکہ بعض پیغمبروں کے مقابلہ میں بعض کاہنوں کی پیغمبرانہ شان زیادہ نمایاں معلوم ہوتی ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی حیثیت صرف بادشاہ کی ہے اور ان کے زمانہ میں پیشین گوئی کرنے والے پیغمبر اور ہیں۔

یہود کی طرح نصاریٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول کہ ''مجھ سے پہلے جو آئے وہ چور اور ڈاکو تھے'' ہمارے دعویٰ کی تائید کرتا ہے۔ موجودہ انجیلوں میں نہ خدا کے رسولوں کی تعریف ہے نہ ان کے تذکرے ہیں، نہ ان کی سچائی اور صداقت کی گواہی ہے۔ حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کا بے شبہ تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن پیغمبرانہ شان کے ساتھ نہیں۔

اس تخیل کا یہ اثر تھا کہ یہود اور نصاریٰ دونوں اسرائیلی پیغمبروں کی طرف بے تامل نہایت رکیک اور نحیف باتیں منسوب کرتے تھے۔ مثلاً حضرت لوط علیہ السلام پر بدکاری کا الزام لگاتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو گنڈا تعویذ اور عملیات وغیرہ کا موجد سمجھتے تھے۔ حالانکہ سحر اور جادو، تورات میں شرک قرار دیا جاچکا تھا۔ عیسائی گو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ تمام پیغمبروں کو گنہگار خیال کرتے تھے۔ تاہم انجیل کے مختلف حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور خود عیسائی بھی حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بعض ایسی باتیں کہتے تھے جو ان کی شان عظمت کے سراسر منافی ہیں۔ مثلاً یہود حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت رکھتے تھے اور انجیل کے طرز سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام عشرہ کے برخلاف اپنی ماں کی عزت نہیں کرتے تھے اور احکام عشرہ کے مطابق ماں باپ کا ادب نہ کرنا بدبختی تھی۔ اسی طرح موجودہ انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز و روزہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

اسلام میں نبوت کا مفہوم

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر یہود و نصاریٰ کے یہ الزامات صرف اس وجہ سے تھے کہ وہاں

نبوت ورسالت کا کوئی بلند تخیل نہ تھا اور انبیاء کی عظمت کی کوئی سطح قائم نہ تھی۔ لیکن اسلام نے دنیا کے تمام پیغمبروں کی عظمت وجلالت کی ایک ہی سطح قائم کی۔ اس کے نزدیک گناہوں سے پاکی اور عصمت تمام انبیاء کرام علیہم السلام ومرسلین کا مشترکہ وصف تھا۔ سب پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ سب خدا کے بخشے ہوئے ایک خاص منصب پر سرفراز تھے۔ وہ سب دنیا میں اس غرض سے بھیجے گئے تھے کہ خدا کے احکام لوگوں کو بتائیں اور نیکی اور سچائی کا راستہ دکھائیں۔ وہ سب رہنما، ہوشیار ہونے والے خدا کی طرف بلانے والے، خوشخبری سنانے والے، تعلیم دینے والے، خدا کے احکام پہنچانے والے، نور، روشنی، خدا کے نیک اور مقبول بندے اور اپنے عہد کے سب سے بہتر انسان تھے۔

اسلام میں اگرچہ پیغمبروں کی کوئی تعداد معین نہیں ہے۔ تاہم قرآن پاک میں ان کی دو قسمیں ہم کو بتلائی گئی ہیں۔ ایک وہ جن کے ناموں کی تصریح قرآن میں کی گئی ہے اور دوسرے وہ جن کے نام قرآن میں مذکور نہیں ہیں۔ پہلی قسم میں بھی کئی تقسیمیں ہیں، بعض وہ انبیاء ہیں جن کو اہل عرب اور یہود ونصاریٰ سب جانتے تھے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ۔

بعض وہ ہیں جن سے اہل عرب واقف تھے۔ لیکن یہود ونصاریٰ کو ان کی خبر نہ تھی۔ مثلاً حضرت ہود اور حضرت شعیب علیہما السلام بعض ایسے ہیں جن کو یہود ونصاریٰ پیغمبر نہیں مانتے تھے۔ لیکن دراصل پیغمبر تھے مثلاً حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام دوسری قسم میں یونان کے سقراط، ایران کے زردشت، ہندوستان کے سری رام چندر جی اور سری کرشن جی اور مہاتما گوتم بدھ اور چین کے حکیم کنفوشیوس، بلکہ ان ممالک کے اور بھی مختلف عہدوں کے مقدس اور پاک بزرگ شامل ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے ہم کو صاف صاف بتلایا ہے کہ ہر قوم میں خدا کے پیغمبر آئے ہیں۔ اگرچہ ہم یقینی طور پر ایسے بزرگوں کے نام تعیین نہیں کرسکتے کیونکہ ہمارے پاس تخصیص وتعیین کا ذریعہ صرف وحی محمدی ہے اور وہ ان کی نسبت خاموش ہے۔ لیکن پھر بھی ہر مسلمان کو تفصیلاً اور اجمالاً تمام انبیاء کو ماننا، ان کی صداقت کو تسلیم کرنا اور اس تعلیم کو ذریعہ نجات سمجھنا لازم ہے۔

ان تمام انبیاء کی ایک پہچان ہے، ان کی ایک تعلیم ہے۔ وہ سب ایک وصف (عصمت) میں شریک ہیں۔ ان سب کو ایک ہی طرح ماننا ضروری ہے۔ ان سب کا ایک مشن ہے اور ان سب کی ایک زندگی ہے۔ قرآن پاک کی متعدد آیتیں ہیں جن میں وحدت رسالت کے اس مفہوم کو ادا کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ دنیا کے تمام انبیاء اور پیغمبروں کی یکساں تعظیم وتکریم کریں اور ان سب کو برابر سمجھیں اور یہ عقیدہ تعلیم کیا گیا ہے کہ:

لانفرق بین احد من رسلہ — ہم خدا کے فرستادوں میں کوئی فرق نہ کریں

اور یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا کی تمام قوموں میں خدا کے رسول آئے اور اس کے احکام لوگوں کو سناتے رہے۔ کوئی قوم نہیں جس میں خدا کا فرستادہ نہ آیا ہو، اس کے لئے عرب و عجم، روم و شام، بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل اور کسی کی کوئی تخصیص نہیں۔ ان تمام قوموں میں خدا نے اپنے رسول بھیجے اور رسول اسلام کی تعلیم ہے کہ ہم ان سب کو خدا کا یکساں رسول سمجھیں۔ اسی کا اثر ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ یہودیوں کے پیغمبروں، عیسائیوں کے رسولوں بلکہ تمام نبیوں کو صادق و راست باز یقین کریں۔

ختم نبوت کانفرنس لورالائی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد لورالائی میں ۱۴ر نومبر ۲۰۱۶ء بروز پیر ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس لورالائی کے امیر مولانا قاری ممتاز احمد نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی مولانا خواجہ خان محمد ؒ کے خلیفہ مجاز مولانا محب اللہ صاحب لورالائی تھے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد حسن اور تلاوت کلام پاک مولانا قاری کمال الدین نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد اور صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس نے خطاب کیا۔ جبکہ کانفرنس کے انتظام و انصرام عالمی مجلس لورالائی کے ناظم اعلیٰ خواجہ محمد اشرف اور ان کے صاحبزادگان نے مولانا ممتاز احمد کی نگرانی میں سرانجام دیئے۔

ختم نبوت کانفرنس ژوب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد ژوب میں ۱۵ر نومبر ۲۰۱۶ء بروز منگل ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا اللہ داد کاکڑ نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حاجی محمد اکبر نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس اور شیخ الحدیث مولانا اللہ داد کاکڑ نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس خانوزئی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد خانوزئی میں ۱۶ر نومبر بروز بدھ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت مولانا عبدالظاہر اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حاجی محمد اکبر نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالظاہر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد اور صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس نے خطاب کیا۔

چند بہادر صحابیات

ڈاکٹر فیوض الرحمٰن

حضرت ام حکیمؓ

قریش کے خاندان کی مشہور شاخ مخزوم سے تھیں۔ والد کا نام حارث بن ہشام بن المغیرہ اور والدہ کا نام فاطمہ بنت الولید تھا۔ جو حضرت خالد بن ولیدؓ کی بہن تھیں۔ اس طرح حضرت ام حکیمؓ حضرت خالد بن الولیدؓ کی بھانجی تھیں۔

اپنے چچازاد عکرمہ بن ابوجہل سے شادی ہوئی۔ غزوۂ احد میں کفار کے ساتھ شریک تھیں۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ ان کے شوہر عکرمہ جان بچا کر یمن بھاگ گئے تھے۔ حضرت ام حکیمؓ نے رسول پاک ﷺ سے ان کے لئے امن کی درخواست کی تو رحمت عالم کا دامن عفو نہایت کشادہ تھا۔ ان کی درخواست قبول کر لی گئی۔ وہ یمن جا کر ان کو واپس لائیں اور عکرمہؓ نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر صدق دل سے اسلام قبول کیا۔ حضرت عکرمہؓ نے مسلمان ہو کر نہایت جوش وخروش سے غزوات میں شرکت کی اور بڑی پامردی اور جانبازی سے لڑے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں جب رومیوں سے جنگ چھڑی تو حضرت عکرمہؓ ام حکیمؓ کو لے کر شام گئے اور اجنادین کے معرکہ میں داد شجاعت دے کر شہادت حاصل کی۔

حضرت ام حکیمؓ نے عدت کے بعد خالد بن سعید بن العاصؓ سے ۴۰۰ دینار مہر پر نکاح کیا یہ نکاح مرج الصفر میں ہوا تھا جو دمشق کے قریب ہے۔ وہاں ہر وقت رومیوں کے حملہ کا خطرہ رہتا تھا۔ وہاں ایک پل کے پاس جو اب قنطرہ ام حکیم کہلاتا ہے۔ رسم عروسی ادا ہوئی۔ دعوت ولیمہ سے لوگ ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومی آ پہنچے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ خالد بن سعیدؓ میدان جنگ میں گئے اور نہایت دلیری اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیمؓ اگرچہ دلہن تھیں۔ تاہم اٹھیں، کپڑوں کو درست کیا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ کیا اور اس چوب سے سات کافروں کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے ان کی شجاعت، دلیری اور بہادری کا پتہ چلتا ہے۔

ام عمارہؓ

ام عمارہ نسیبہؓ بنت کعب بن خازن، انصار کے قبیلے کی شاخ ''بنونجار'' سے تعلق رکھتی تھیں اور وہ صحابی رسول زیدؓ بن عاصم کی بیوی تھیں۔ انہیں میدان جہاد میں مجاہدوں کے دوش بدوش لڑنے کی بھی سعادت

حاصل ہوئی اور انہوں نے اپنی سیرت اور بہادری کی وجہ سے بہت شہرت پائی۔

عقبہ ثانیہ کے موقع پر اپنی قوم کے ساتھ اسلام قبول کیا اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت پر بیعت کر کے اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا عہد کیا۔ ام عمارہؓ بڑے مضبوط ایمان والی تھیں اور وہ پوری طرح جانتی تھیں کہ اسلام کو کن قربانیوں کی ضرورت ہے۔ وہ ہر قسم کی جانی ومالی قربانی میں پیش پیش رہیں۔

جب رسول پاک ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو ام عمارہؓ آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو کر اسلامی تعلیمات سے مستفید ہوئیں۔ وہ بخوبی جانتی تھیں کہ اسلام دین حق ہے اور اس کی تمام تعلیمات حق وانصاف پر مبنی ہیں اور اسلام ہی وہ دین ہے جس نے عورتوں کو پورے حقوق عطاء کئے ہیں۔ انہوں نے ایک بار رسول پاک ﷺ سے عرض کی کہ مردوں کے تو قرآن میں بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں اور عورتوں کا تو اتنا ذکر نہیں آتا۔ ان کے اس سوال کا مقصد یہ تھا کہ جب عورتیں اللہ کے حکم ماننے میں مردوں کے برابر ہیں تو پھر ان کا تذکرہ بھی ہوتا۔ ان کی اس تمنا کا جواب سات آسمانوں کے اوپر وحی کی صورت میں آیا کہ ”یقیناً مسلمانی کے کام کرنے والے مرد اور عورتیں، ایماندار مرد اور عورتیں، فرمانبردار مرد اور عورتیں، سچے مرد اور عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور عورتیں، روزہ دار مرد اور عورتیں، اپنی عصمت کے محافظ مرد اور عورتیں، اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر رکھا ہے۔“

ام عمارہؓ نے غزوۂ بدر میں بھی شرکت کی۔ مجاہدوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کی خدمت انجام دی۔

غزوۂ احد میں تو خیر ان کا کردار مثالی تھا۔ ان کے شوہر اور دونوں بیٹے بھی داد شجاعت دے رہے تھے اور جب کافر رسول پاک ﷺ پر ٹوٹ پڑے تو یہ بھی تلوار لے کر میدان میں آگئیں اور رسول پاک ﷺ کا دفاع کرتی رہیں۔ اس نازک موقع پر انہوں نے پکار کر کہا کہ رسول پاک ﷺ کے بعد زندگی کا کیا مزہ ہے۔ اس لئے ہمیں ان پر قربان ہو جانا چاہئے۔ جب کچھ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے یہ برابر مردوں کے شانہ بشانہ لڑتی رہیں۔ کئی کافروں کو زخمی کیا اور خود بھی بہت زخمی ہوئیں۔ مگر پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ ان کی ہمت اور شجاعت کی رسول پاک ﷺ نے بھی تعریف فرمائی۔ ان کے بیٹے عبید بن زید بھی کافی زخمی ہوئے۔ جلدی سے ان کی مرہم پٹی کی اور کہا کہ کفار کے خلاف لڑتے رہو۔ اتنے میں وہ کافر جس نے عبید کو زخمی کیا تھا۔ سامنے آگیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ ام عمارہؓ اب اس سے اپنے بیٹے کا بدلہ لے لو۔ انہوں نے اس کی پنڈلی پر تلوار ماری اور اسے کاٹ کے رکھ دیا۔ ان کے اس دلیرانہ وار پر رسول پاک ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ تم نے بدلہ لے لیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اس دن میرے دائیں، بائیں اور سامنے سے جہاں سے بھی میں نے دیکھا ام عمارہؓ میری طرف سے لڑنے میں پیش پیش تھیں۔ انہیں اس دن

تیرہ زخم آئے اور ایک زخم تو اتنا گہرا تھا کہ سال کے بعد ٹھیک ہوا۔ ان کے زخموں سے خون نکل رہا تھا اور رسول پاک ﷺ ان کی قربانی سے متاثر ہورہے تھے کہ انہوں نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق میں یہ دعا فرمایئے کہ ہمیں جنت میں آپ کا ساتھ نصیب ہو۔ رسول پاک ﷺ نے ان کے حق میں یہی دعا فرمائی۔

یمامہ کی جنگ میں بھی انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ان کا ایک ہاتھ بھی جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ام عمارہؓ کو مسلمان مردوں اور عورتوں کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے۔

حضرت ہندؓ

حضرت ہندؓ قریش کے معزز رئیس عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ابن عبد مناف کی بیٹی تھیں۔ فاکہ بن مغیرہ سے نکاح ہوا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے علیحدگی ہوگئی۔ اس کے بعد ابوسفیان ابن حرب کے عقد میں آئیں جو قبیلہ امیہ کے مشہور سردار تھے۔ ہند، ان کے والد عتبہ اور خاوند ابوسفیان تینوں اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے۔ عتبہ غزوۂ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ہند اور ابوسفیان نے مدت تک اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی مخالفت کی اور اذیتیں پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میاں بیوی کو فتح مکہ کے موقع پر ایمان نصیب کیا۔

۸ھ میں رسول پاک ﷺ نے مکہ فتح کیا اور دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو آپ کو بدلہ لینے سے روک سکتی۔ لیکن نبی رحمت ﷺ نے اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کردیا۔

اللہ رے وسعت ترے دامان کرم کی   اس بحر کا ملتا نہیں ڈھونڈے سے کنارا

ابوسفیانؓ نے فتح مکہ سے ایک دو دن پہلے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ہند پر بھی اب اسلام کی صداقت واضح ہوچکی تھی۔ چنانچہ وہ چند برقعہ پوش خواتین کے ہمراہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ آپ سے بات چیت کی۔ رسول پاک ﷺ کے رحیمانہ سلوک سے حد درجہ متاثر ہوئیں اور صدق دل سے اسلام قبول کیا۔ اس وقت ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

یارسول اللہ ﷺ! اس سے پہلے آپ ﷺ سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی دشمن نہ تھا۔ لیکن آج آپ ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔ اس کے بعد گھر جاکر اپنے معبود بت کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ اسلام کے بعد حضرت ہندؓ کی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف ہوگئی۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اپنے شوہر ابوسفیانؓ کے ہمراہ شام جانے والے مجاہدین کے لشکر میں شامل ہوگئیں اور دونوں نے پورے جوش وخروش کے ساتھ کفار کا ایسا ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ قبول اسلام سے قبل کی اسلام دشمنی کا کفارہ ادا کردیا۔

شام کی جنگوں میں جنگ یرموک ایک زبردست اور فیصلہ کن جنگ تھی۔ اس میں قیصر روم نے اپنی پوری طاقت جنگ میں جھونک دی تھی۔ اس جنگ میں حضرت ہندؓ اور ان کے شوہر ابوسفیانؓ دونوں بڑے جوش وخروش اور جذبے کے ساتھ شریک ہوئے۔ اگر کسی وقت لڑائی میں دشمن کے زبردست دباؤ کی وجہ سے مسلمانوں کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تو ایسے میں عورتیں خیموں کی چوبیں اکھاڑ کر یا پتھر ہاتھوں میں لے کر رومیوں پر حملہ آور ہوگئیں۔ حضرت ہندؓ رجز پڑھ پڑھ کر مسلمانوں میں جوش پیدا کرتی تھیں اور اس سے مسلمان مجاہدوں کا مورال اور بلند ہوجاتا تھا۔ وہیں ایک موقع پر انہوں نے جب اپنے شوہر ابوسفیانؓ کے قدم پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھے تو کہا: ''خدا کی قسم! تم دین حق کی مخالفت کرنے اور اللہ کے سچے رسول کو جھٹلانے میں بڑے سخت تھے۔ آج موقع ہے کہ میدان جہاد میں دین حق کی سربلندی اور رسول خدا ﷺ کی خوشنودی کے لئے اپنی جان قربان کردو۔ اس طرح اللہ کے سامنے سرخرو ہو جاؤ۔'' اس پر حضرت ابوسفیانؓ کو سخت غیرت آئی اور پلٹ کر دشمن پر بہت ہی سخت حملہ کیا۔ کاری ضرب لگائی۔ اسی جنگ میں ایک اور موقع پر رومی، عورتوں کے خیموں تک آپہنچے۔ تمام عورتوں نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ان میں ام ابانؓ، ام حکیمؓ، خولہ بنت ازورؓ اور ہندؓ بھی شامل تھیں۔ اپنے خیموں کی چوبیں اکھاڑ کر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں اور ان کا منہ پھیر دیا اور کئی ایک کو جہنم رسید کیا۔ اتنے میں مسلمان مجاہدوں کا ایک دستہ ان کی مدد کو آپہنچا جس نے ان کی جگہ لی۔

حضرت ہندؓ ایک خوددار، غیرتمند، صاحب الرائے، دانشمند اور فیاض خاتون تھیں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔ ان کی اولاد میں حضرت امیر معاویہؓ تاریخ اسلام کی نامور شخصیت ہیں۔

مولانا محمد سلیم جلوی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جلہ جیم کے امیر جناب محمد سلیم جلوی کے والد گرامی حاجی سراج الدین ۸۷ سال کی عمر میں ۳۰ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ کو وفات پاگئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ جامعہ اسلامیہ باب العلوم کے شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں عوام الناس اور سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی۔ قارئین لولاک سے دعاؤں کی درخواست ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لواحقین کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

حافظ محمد جاوید گورمانی کو صدمہ

حافظ محمد جاوید گورمانی کے والد گرامی اور مولانا عبدالستار گورمانی کے ماموں غلام فرید گورمانی سکنہ کوٹ سلطان ضلع لیہ، ۷ر نومبر کو دار فانی سے کوچ کر گئے مرحوم اجلی سیرت وصورت کے مالک تھے۔ اللہ پاک مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:20 مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۸۴...... عبداللہ بن عبداللہ ابی ابن سلول الخزرجیؓ

آنجناب فضلاء صحابہ کرامؓ میں سے اور عمدہ حضرات میں سے تھے۔ آپ کا نام الحباب تھا۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو سرور دو عالم ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ بدر واحد سمیت تمام غزوات میں رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ شامل رہے۔ رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی کے بیٹے تھے۔ عبداللہ ابن ابی نے ہی کہا تھا کہ: اگر ہم مدینہ منورہ واپس گئے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ اپنے آپ کو ''عز'' بہت ہی معزز اور صحابہ کرامؓ کو ''اذل'' قرار دیا تو حضرت عبداللہ نے رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا کہ میرا باپ ذلیل اور آپ عزیز ترین ہیں۔ اگر آپ مجھے اس کے قتل کی اجازت دیں تو میں اپنے باپ کو قتل کردوں تو اس پر سرور دو عالم ﷺ نے نرمی اور حسن محبت کا فرمایا اور فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ میرے متعلق یہ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کرا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہؓ سے فرمایا کہ اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک اور خدمت کرتے رہو۔ ابن مندہ فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہؓ کا غزوہ احد کے موقع پر ناک کٹ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ سونے کا ناک لگوالیں۔ ابونعیم جناب عبداللہؓ سے ناقل ہیں کہ ان (ابونعیم) کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تو حضور ﷺ نے مجھے سونے کے دانت لگوانے کا حکم فرمایا۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۵۰)

۱۸۵...... عبداللہ بن عبد مناف بن نعمان الخزرجیؓ

آپ کی کنیت ابویحییٰ تھی۔ والدہ محترمہ کا نام حمیمہ بنت عبید تھا اور ایسی ہی آپ کی ایک بیٹی کا نام بھی حمیمہ تھا اور ان کی والدہ محترمہ کا نام ربیع بنت طفیل تھا۔ حضرت موصوف غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے۔

(طبقات ۳/۵۷۲)

۱۸۶...... عبداللہ ابی قحافہ القرشی التیمی (ابوبکر صدیقؓ)

عبداللہ بن ابی قحافہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نام نامی اسم گرامی ہے۔ والد محترم کا نام عثمانؓ بن عامر تھا۔ والد محترم بھی کنیت سے مشہور تھے۔ آزاد مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مکہ میں ہی نشوونما پائی۔ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ نیز مال داروں میں سے تھے۔

آپ قبائل کے انساب واخبار کے عالم تھے۔آپ نے جاہلیت کے زمانہ میں بھی اپنے اوپر شراب کوحرام قرار دے رکھا تھا۔قبل از اسلام کبھی بھی شراب کے قریب نہیں گئے۔آپ زمانہ نبوت کے بہت سے اہم مصائب وآلام میں حضورﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔آپ نے اپنا مال وزر حضورﷺ کے اشارہ ابرو پر قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔سرور دو عالمﷺ کی وفات کے دن ہی خلافت کے لئے بیعت کئے گئے۔آپ نے اپنے دور خلافت میں بہت ہی اہم کام سرانجام دیئے۔منکرین زکوٰۃ کو راہ راست پر لائے۔جھوٹے مدعیان نبوت کا مقابلہ کر کے تحریک ختم نبوت کی بنیاد رکھی۔

آپ کے دور خلافت میں شام کے علاقے فتح ہوئے۔ایسے ہی عراق کے بہت سے علاقوں پر اسلام کا علم لہرانے لگا۔آپ کے دور خلافت میں حضرت عمرو بن العاصؓ، خالد بن ولیدؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، علاء بن الحضرمیؓ، یزید بن ابی سفیانؓ، مثنیٰ بن الحارثؓ جیسے عظیم سپاہ سالار صحابہ کرامؓ کی صلاحیتیں منظر عام پر آئیں۔آپ حلم وحوصلہ، مہمان نوازی، صلہ رحمی، غلاموں کی آزادی جیسے اوصاف حسنہ سے متصف تھے۔نیز آپ بہت بڑے خطیب وادیب، بہادر وشجاع انسان تھے۔آپ ۲ سال ۳ ماہ ۱۵ دن خلیفۃ الرسول بلافصل رہے۔آپ نے ۱۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔آپ سے کتب احادیث میں ۱۴۲ احادیث منقول ہیں۔آپ صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔کیونکہ آپ نے سب سے پہلے حضورﷺ کے سفر معراج اور اس سفر کی چیزوں کی تصدیق فرمائی۔آپ کے کتب احادیث میں بہت سے فضائل مرقوم ہیں۔

(اسد الغابہ ۳/۳۱۵)

۱۸۷...... عبداللہ بن عرفطہ ابن عدی الخزرجیؓ

حضرت عبداللہؓ بنوالحارث ابن الخزرج کے حلیف تھے۔سرور دو عالمﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔اپنا کوئی جانشین نہیں چھوڑا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۴۰)

۱۸۸...... عبداللہ ابن عمر بن حرام الخزرجیؓ

آپ کے والد محترم جابر بن عبداللہؓ مشہور صحابی ہیں۔آپ کی کنیت ابوجابر تھی۔والدہ محترمہ کا نام رباب بنت قیس تھا۔آپ بیعت عقبہ کے ستر انصاریوں میں سے تھے اور بارہ نقیبوں میں سے ایک آپ بدر واحد میں شریک ہوئے اور غزوہ احد کے موقع پر جام شہادت نوش فرمایا۔حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم غزوہ احد کے موقع پر شہید ہوئے۔جب آپ کی میت کے پاس آیا تو آپ کی نعش مبارک کو مثلہ کیا گیا تھا (جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے) تو میں یہ کیفیت دیکھ کر برداشت نہ کرسکا اور رونے لگ گیا۔قوم کے افراد مجھے رونے سے روک رہے تھے۔حضورﷺ نے منع نہیں فرمایا۔میری

پھوپی فاطمہ بنت عمرو بھی دیکھ کر رو رہی تھیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگ روئیں یا نہ روئیں فرشتے ان کی میت پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ لوگوں نے اسے اٹھالیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف نظر فرمائی اور فرمایا کہ آپ افسردہ خاطر نظر آرہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میرے والد نے جام شہادت اس حالت میں نوش فرمایا کہ اپنے پیچھے عیال اور قرض چھوڑ گئے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے جس سے گفتگو فرمائی پردے کے پیچھے فرمائی۔ جبکہ آپ کے والد محترم کے ساتھ بالمشافہ گفتگو فرمائی۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ میرے بندے مانگو کیا مانگتے ہو؟ تاکہ میں عطا کروں۔ تو عرض کی کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دیجئے۔ تاکہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ میں یہ پہلے فیصلہ کر چکا ہوں کہ دنیا میں دوبارہ کسی کو نہیں بھیجتا۔ تو عرض کہ میرے پیچھے والوں کو اطلاع فرما دیجئے تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی: ترجمہ: یعنی جو لوگ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جائیں تو انہیں مردہ مت سمجھو۔ (طبقات ابن سعد ۳/۶۲۰)

۱۸۹...... عبداللہ بن عمیر بن عدی الخزرجیؓ

تمام مورخین کے قول کے مطابق آنجناب غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ آپ عبداللہ بن عمیر بن حارثہ ابن ثعلبہ ابن خلاس ابن امیہ ابن خدارہ ہیں۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ۴/۱۰۹)

۱۹۰...... عبداللہ ابن قیس بن خالد الخزرجیؓ

آپ کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور عمیرہ تھے۔ ان کی والدہ سعاد بنت قیس بن مخلد تھیں۔ حضرت عبداللہؓ بدر و احد میں شامل ہوئے۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ آپ غزوہ احد کے موقع پر شہید کئے گئے۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ سیدنا عثمانؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ (الاصابہ ۲/۳۵۹) جاری ہے!

حاجی احسان الحق ڈگری والوں کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈگری ضلع میرپور خاص کے بزرگ حاجی احسان الحق کے فرزند عمران الحق فجر کی نماز کے بعد ذکر اذکار میں مشغول تھے کہ اچانک قلب میں تکلیف شروع ہونے سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے فانی دنیا سے رخصت ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے صاحبزادہ مولانا خواجہ خلیل احمد اور مولانا محمد علی صدیقی مبلغ میرپور خاص، مولانا ابوطلحہ، حاجی غلام قادر و دیگر رفقاء نے حاجی صاحب سے تعزیت کی اور مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی۔

ایک درویش ... ایک بادشاہ

محمد یعقوب سروش

رات کی گہری تاریکیوں کا فسوں ٹوٹ رہا تھا۔ صبح کا جگمگاتا ہوا تارا اجالوں کی آمد کا پیغام سنا رہا تھا۔ تغلق تیمور حسب معمول رات کے پچھلے پہر ہی بیدار ہو چکا تھا۔ وہ اپنی خواب گاہ کے دریچے سے اپنے اس دیوتا کے درشن کرنے لگا۔ جسے اس کے باپ نے اپنی فتوحات کی یادگار میں شاہی محل کے عین سامنے نصب کرایا تھا۔ نسیم سحر کے خوش گوار جھونکوں نے اسے دعوت دی کہ وہ اپنے بالا خانے پر چڑھ جائے۔ وہاں سے وہ مغرب میں ڈوبتی ہوئی سیاہیوں اور مشرق سے ابھرنے والے اجالوں کو اچھی طرح دیکھ سکے گا۔ اس نے سوچا کہ اجالوں کے استقبال کے لئے کیوں نہ اپنی ملکہ کو بھی اپنے ہمراہ لے لے۔ مگر یہ سوچ کر کہ وہ رات گئے تک جاگتی رہی ہے۔ اس نے اپنی ملکہ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا اور اکیلا ہی بالا خانے پر چڑھ گیا۔

وہ آج سے ایک مہینے قبل اپنے باپ کے انتقال کے بعد تاتاری سلطنت کا شہنشاہ بن گیا تھا۔ اس کی تخت نشینی پر ساری ریاست میں دو ہفتوں تک عظیم الشان جشن منایا گیا۔ وہ اپنی رعایا کا واحد حکمران تھا۔ ان کی موت وحیات اور عزت وآبرو اس کی مٹھی میں تھی۔ اس کی آواز میں بادلوں کی گرج چھپی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں بجلیوں کی سی لپک تھی۔ غصے میں آ کر جب وہ چلنے لگتا تو زمین جیسے کپکپا جاتی۔ اس کی سلطنت کے طاقت ور سپاہیوں نے مسلم حکمرانوں اور ایرانی سلطنت کو تاخت وتاراج کر دیا تھا۔ تاتاری تلوار جب میان سے نکلتی تو مسلمانوں اور ایرانیوں کے خرمن حیات پر برق بن کر چمکتی تھی۔

تیمور نے دیکھا کہ مشرق کا ماتھا موتیوں کی لڑی کی طرح جگمگا رہا ہے۔ شہر کی خاموشی کا سحر باطل ہو رہا تھا۔ یکا یک شہنشاہ تغلق تیمور کے کانوں سے ایک نئی صدا ٹکرائی۔ ’’اللہ اکبر، اللہ اکبر‘‘

یہ کون ہے؟ کیا کہتا ہے؟ کیوں چیخ رہا ہے؟ اس کے ذہن میں کئی سوالات ابھرے۔ اس نے دستک دی۔ فوراً خادم باادب حاضر ہو گئے۔ ’’دیکھو ہمارے محل کے قریب اتنے سویرے یہ آواز لگانے والا گستاخ کون ہے؟‘‘

تیمور کی آواز گونج اٹھی۔ آپ کی شوکت وحشمت کی قسم! خادم نے زمین بوس ہو کر کہا: ’’وہ ایک چیتھڑے لگایا ہوا بھکاری ہے۔ شہر میں نیا نیا آیا ہے۔‘‘ اس گنوار بھک منگے کو مابدولت کی جناب میں پیش کرو۔

تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان کو تیمور کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا۔ تنی ہوئی گردن سے شہنشاہ نے نووارد کا جائزہ لیا۔ گھنی داڑھی، پرانے اور پیوند لگے ہوئے میلے سے کپڑے۔ دائیں ہاتھ میں تسبیح، بغل میں

ایک ٹوپی اور آنکھوں میں طمانیت کا نور۔کون ہے تو؟ شاہی جاہ وجلال سے سب کپکپا رہے تھے۔

نووارد بڑے ہی پرسکون لہجے میں جواب دے رہا تھا۔''میں ایک مسلمان۔اللہ عزوجل کی بڑائی کا اعلان کرنے والا۔''

مسلمان! بادشاہ تقریباً چیخ اٹھا: ہمارا غلام جسے دیکھ کر ہماری تلوار کی پیاس تیز ہوجاتی ہے۔یہ کہتے کہتے تغلق تیمور کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر آچکا تھا۔تو نے یہ جسارت کیسے کی کہ ہمارے محل کے قریب شوروغل مچائے۔سنبھل جا۔اے موت کو پکارنے والے خودسر غلام۔ہم بہ نفس نفیس تیرا سر قلم کردیں گے۔

نووارد مسکرا رہا تھا۔''ہاں! میرا سر تیار ہے۔'' وہ کہنے لگا:''لیکن اے دنیوی شان وشوکت کے متوالے تغلق تیمور! میں تم کو ایک بات یاد دلانے آیا ہوں۔آج سے کچھ برس پہلے کا واقعہ، جب کہ تم ابھی سریر آرائے سلطنت نہیں ہوئے تھے۔'' تیمور کچھ سوچنے کی کوشش کرنے لگا اور جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو وہ بول اٹھا۔وہ بات جلد بتادے۔ہم دیکھ رہے ہیں کہ تو بڑا گستاخ ہے۔ہم اس سر کو کچل ڈالتے ہیں جو ہماری بارگاہ میں نہیں جھکتا۔ہم تاتاری بہادر ہوتے ہیں۔خون کی ندیاں بہتی دیکھ کر ہمارا دل ناچ اٹھتا ہے۔ہمیں مظلوم عورتوں اور یتیم بچوں کی چیخ وپکار بے حد بھاتی ہے۔ہم انسانوں کی لاشوں کے انبار پر اپنے حرم کی تعمیر کرتے ہیں۔جلدی بتا وہ بات۔ورنہ ابھی تیرا سر خون میں لت پت ہوجائے گا۔

نووارد نے دیکھا کہ تیمور کے ہاتھ میں تلوار چمک رہی ہے۔اے بادشاہ! نوجوان کے چہرے پر وہی پروقار سکوت چھایا ہوا تھا۔تم اس دن کو یاد کرو جب کہ تم شکار کے لئے جارہے تھے۔راستے میں تمہیں ایک درویش ملے۔شیخ جمال الدین۔اونچے، قد آور، گندمی رنگ والے۔چاندنی جیسی مقدس داڑھی۔دودھ جیسا سفید عمامہ۔مبارک ہونٹوں پر زمین وآسمان کے خالق کی تعریف۔تمہیں وہ یاد ہوں گے۔

تاتاری تلوار اب میان میں جاچکی تھی۔ہاں! یاد ہے۔تیمور کی آواز بلند ہوئی۔لیکن تو کون ہے؟ میں ان کا بیٹا ہوں۔نووارد بول رہا تھا۔ان کا انتقال ہوچکا ہے۔ان کی بڑی آرزو تھی کہ وہ تمہاری تخت نشینی تک جیتے رہیں۔تاکہ تم سے کیا ہوا وعدہ ایفا کرسکیں۔جب ان کی سانس اکھڑ رہی تھی تو انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں تم تک پہنچوں اور تمہارے سوال کا جواب دوں۔

کون سا سوال؟ تیمور نے فوراً پوچھا۔تم نے اس وقت میرے والد ماجد سے پوچھا تھا کہ:''کتا بہتر ہے یا شیخ جمال الدین؟'' نووارد کہہ رہا تھا اور تغلق تیمور کا ذہن ماضی کے اوراق الٹنے لگا۔ماضی جب کہ وہ ابھی شہزادہ تھا۔

چند تاتاری جاں بازوں کی معیت میں وہ شکار کے لئے جارہا تھا۔تاتاری روایات کے مطابق شکار پر جانے سے قبل اس نے اپنے مذہب کے مقدس لوگوں سے فال نکلوایا تھا۔ایک مذہبی سردار نے اسے

مشورہ دیا تھا کہ نوجواں شہزادے! شکار میں یقیناً تمھیں کامیابی ہوگی۔ لیکن اس بات کا خاص خیال رہے کہ تمہارے شکار کے رقبے میں کسی ایرانی یا کسی مسلمان کا گزر نہ ہونے پائے۔ یہ بڑے ہی ذلیل ہوتے ہیں۔ چنانچہ شہزادے نے حکم دیا کہ اس کے شاہی قافلے کے اطراف دو میل کے احاطے میں کسی مسلمان یا ایرانی کا گزر نہ ہونے دیا جائے اور اگر کوئی شامت کا مارا آ جائے تو فوراً اسے تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ پھر احتیاطی تدابیر کے باوجود ایک بوڑھا اس کے احاطے میں داخل ہوا۔ فوجیوں نے اس کی مشکیں کس دیں اور اس کی ضعیفی کی وجہ سے اسے قتل کرنے کے بجائے شہزادے کے آگے پیش کر دیا۔ شہزادہ غصے کے مارے آگ بگولہ ہوگیا تھا۔ شکاریوں کا وہم مشہور ہے۔ اس نے چلا کر کہا، کون نالائق ہے یہ؟ کیا اسے معلوم نہ تھا کہ ہم شکار پر نکلے ہیں۔ ہمارے احکام سے سرتابی کرنے والے کی گردن توڑ دی جاتی ہے۔ وہ تیزی سے بوڑھے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ مجھے پتا نہیں تھا نوجوان شہزادے! پر اثر اور مطمئن آواز میں بوڑھا بول رہا تھا۔ بوڑھے کی آواز سن کر نہ جانے کیا بات ہوئی کہ شہزادہ سست گام ہوگیا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ شکار پر نکلے ہیں تو میں کبھی آپ کا راستہ نہ کاٹتا۔ بوڑھے کی آواز میں بڑی شیرینی تھی۔ تم کون ہو؟ کیا نام ہے تمہارا؟ کہاں کے رہنے والے ہو؟ شہزادے نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

میں مسلمان ہوں۔ بوڑھا کہہ رہا تھا۔ شیخ جمال الدین میرا نام ہے۔ ایران کا رہنے والا ہوں۔

شہزادے نے محسوس کیا کہ اس بوڑھے میں دو ذلتیں ایک جگہ جمع ہوگئی ہیں۔ اس کے چہرے پر پھر سے نفرت کے آثار نمایاں ہوگئے۔ اس نے اپنے شکاری کتے کی طرف دیکھا جو زبان نکالے ہانپ رہا تھا۔ اس نے کتے کو اپنی طرف بلایا اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اچھا ہم ایک سوال تم سے پوچھیں گے۔ صحیح جواب ملا تو تمہیں معاف کریں گے۔ ورنہ یہ تلوار تمہیں موت کے دروازے تک پہنچا دے گی۔ اب یہ بتاؤ کہ ہمارے کتے اور تم میں کیا فرق ہے؟ ہمارا کتا بہتر ہے یا تم؟ شہزادے کے تحت الشعور میں یہ بات موجود تھی کہ بوڑھا شیخ کتے سے بھی ذلیل ہے۔ اس کے نزدیک غلام اور کتا ایک ہی لفظ کے دو معنی تھے۔ بوڑھا شیخ اللہ کا آزاد بندہ تھا۔ موت کو وہ کہاں خاطر میں لاتا؟ اس کا تو یہ عقیدہ تھا کہ موت مردِ مومن کے لئے ایک تحفہ غیبی ہوتی ہے۔ یہ تحفہ قبول کر کے وہ اپنے رب کا دیدار کر سکتا ہے۔ موت کا تحفہ عطاء ہوتے ہی اسے لافانی زندگی کا دلکش مقام مل جاتا ہے۔ جلد جواب دو۔ شہزادہ پھر گرجا۔ ورنہ پھر موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ شیخ جمال الدین کے چہرے پر وہی سکون اور وہی وقار چھایا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اگر میرا خاتمہ ایمان پر ہوا تو میں بہتر رہوں گا۔ ورنہ یہ ہانپتا ہوا کتا ہی مجھ سے بہتر ہوگا۔ ایمان ہی آدمی کو بلندیاں عطاء کرتا ہے۔ اگر ایمان کی دولت نہ ہو تو ایسی زندگی کتے ہی کی طرح ہو کر رہ جاتی ہے۔ بلکہ بے ایمان آدمی سے کتا اچھا کہلایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آقا کا وفادار ہے اور ہمیشہ اپنے آقا کی تابعداری کرتا ہے۔

یہ ایمان کیا ہے؟ شہزادے نے پوچھا۔ کتا اگر اپنے مالک کو پہچانتا اور اپنے فرائض انجام دیتا ہو تو وہ وفادار کتا کہلاتا ہے۔ بوڑھا شیخ بول رہا تھا۔ اسی طرح گھوڑا اپنے آقا کو پہچان کر اس کی خدمت کرتا رہتا ہے تو وہ بھی وفادار کہلاتا ہے۔ بالکل یہی حال آدمی کا بھی ہے۔ اگر آدمی اپنے پالن ہار کو پہچانتا ہو، اسی سے ڈرتا ہو، اسی کی بزرگی بیان کرتا ہو۔ اسی کے آگے اپنی جبین نیاز جھکاتا ہو تو وہ آدمی صاحب ایمان کہلاتا ہے۔ ایمان کی نعمت عظمیٰ پا کر ایک انسان فرشتوں سے بھی بازی لے جا سکتا ہے۔

شہزادے پر ایک عجیب وغریب کیفیت طاری ہوگئی۔ بوڑھے شیخ کا ایک ایک بول امرت دھارا بن گیا تھا۔ شہزادہ تیمور تغلق کو احساس ہوا کہ واقعی گھوڑا اور کتا کتنے وفادار جانور ہیں۔ لیکن انسان ہو کر اس نے کبھی اپنے مالک سے وابستگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ بوڑھا شیخ جو کچھ بول رہا تھا۔ وہ وہی باتیں تھیں جن پر وہ کبھی کبھی سوچنے کی کوشش کرتا۔ لیکن خواہشات اقتدار اور ہوس آدمی کو ضمیر کی اس آواز کی طرف متوجہ ہونے کا موقع کہاں دیتے ہیں؟ اب شہزادے میں کافی نرمی آچکی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا: اے بزرگ شیخ! اب تم جاؤ میں شکار پر جا رہا ہوں۔ جب تم سنو کہ میں سلطنت تاتار کا شہنشاہ بن چکا ہوں تو تم مجھ سے ملنے کے لئے ضرور آنا۔ میں تم سے کچھ پوچھوں گا۔

جب شہنشاہ تغلق تیمور ماضی کے دھندلکوں سے باہر آیا تو نووارد کہہ رہا تھا۔ میں آپ کو یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ میرے والد محترم کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک مقبول اور نیک بندے تھے۔ تغلق تیمور نے دیکھا کہ رات کے اندھیرے ختم ہو چکے ہیں اور مشرقی افق پر سرخیاں پھیل گئی ہیں۔ بڑی ہی متانت سے تغلق تیمور نے کہا۔ نوجوان باہر چلے جاؤ۔ ہم تمہیں پھر یاد کریں گے۔ نوجوان جا چکا تو اس نے اپنے وزیر اعظم کو طلب کیا اور کہا: وزیر اعظم ہم تم سے ایک بات پوچھنا چاہتے ہیں۔ کئی برس سے ہمارے سینے میں ایک خواہش پرورش پا رہی ہے۔ شیخ جمال الدین کا ایمان بہت پسند آیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسلام قبول کر کے ہم بھی شیخ جیسے صاحب ایمان بن جائیں۔

خوب! خوب! وزیر اعظم مسرت سے جھومنے لگا۔ جہاں پناہ میں تو کئی برس پہلے ہی مسلمان ہو چکا ہوں۔ ایران کے ایک مرد درویش نے میرے دل کو اسلام کے لئے کھول دیا تھا۔ اب تک میں نے مصلحتاً اپنے اسلام کو چھپائے رکھا ہے۔

آیئے! ہم پھر اللہ کی بندگی میں داخل ہو کر ایک نئی زندگی، ایک نئی عدل پرور سلطنت کا آغاز کریں۔ تغلق تیمور کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ دور مشرق کے ماتھے پر اجالوں کا پیام لانے والا سورج، خوبصورت کنول کی طرح کھل رہا تھا۔

انوکھا مقدمہ

مولانا محمد وسیم اسلم

سعودی عرب کے مشہور شہر بریدہ سے ۹۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ''اسیاح'' نامی ایک گاؤں موجود ہے۔ اس گاؤں میں حیزان الفہیدی الحربی کے نام سے ایک سفید ریش بوڑھا ہے۔ اس حیزان کے پاس تھوڑی سے بنجر زمین اور کچھ مال مویشی ہیں۔ لیکن ان سب چیزوں سے ہٹ کر حیزان کی کل کائنات اور سب سے بڑی مشغولیت اس کی ماں ہے۔ جس کی عمر نوے برس سے بھی زیادہ ہے۔ حیزان شب و روز جنون کی حد تک اپنی ماں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس کی ماں بھی صبح و شام اپنے بیٹے کو دعائیں دیتے نہ تھکتی تھی۔ حیزان اپنی ماں کی خدمت کر کے دنیا میں بے تحاشہ پرسکون اور آخرت میں بھی لامتناہی اجر کا امیدوار تھا۔

حیزان کی اس پرسکون زندگی میں اچانک ایک بھونچال آیا۔ اس بھونچال سے غم کی ایسی لہر اٹھی کہ اس کی خوشیوں کو بہا لی گئی۔ حیزان کا چھوٹا بھائی جو عرصہ سے شہر کی زندگی گزار رہا تھا اور مالی لحاظ سے بھی خوشحال تھا۔ اس نے اچانک حیزان پر مقدمہ کر دیا۔ حیزان نے چھوٹے بھائی کو بہت سمجھایا کہ میرے بڑھاپے پر رحم کرو، منت سماجت کی، گاؤں کے بڑوں اور پنچائیت کے ذریعہ صلح صفائی کی کوشش کی مگر چھوٹا بھائی ٹس سے مس نہ ہوا۔ بالآخر مقدمہ سعودی عرب کے شہر قصیم کی شرعی عدالت میں لے جایا گیا۔ وہاں قاضی صاحب نے دونوں کے درمیان مصالحت کی پوری کوشش کی مگر کوئی صورت نہ بن پائی۔ مقدمہ کی طوالت اور فریقین کے بے لچک رویئے سے تنگ آ کر قاضی صاحب نے آخری پیشی کا اعلان کیا اور یہ حکم جاری کیا کہ اگلی پیشی میں اپنی ماں کو بھی پیش کیا جائے۔

شہر قصیم کی شرعی عدالت آج اس انوکھے مقدمہ کا حتمی فیصلہ کرنے جارہی ہے۔ عدالت فریقین کے علاوہ صحافیوں، میڈیا کے نمائندوں اور مقدمہ میں دلچسپی لینے والوں سے بھری ہوئی ہے۔ عدالتوں میں بہت کم ایسے مواقع آتے ہیں جب میڈیا کے نمائندوں کی آنکھوں میں آنسو آجائیں، قاضی صاحب بھی فیصلہ سناتے وقت جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں، دیکھنے اور سننے والے رو پڑیں اور خود مدعی علیہ کے آنسو بھی اس کی داڑھی کو تر بتر کر دیں۔

آخر کس بات پر یہ زار و قطار رونا تھا؟ اولاد کی بے رخی؟ خاندانی زمین سے بے دخلی؟ حیزان کی بیوی نے اس پر خلع کا دعوی کیا تھا؟ ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا پھر آخر کس بات کا رونا تھا؟ یہ قصہ تصوراتی نہیں بلکہ سچا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ جس کی تفصیل سعودی عرب کے ایک بڑے اخبار ''الریاض'' کے سرورق پر چھپی۔

مملکت کی کئی بڑی مساجد کے منابر سے ائمہ کرام نے اپنے خطابات میں اس واقعے کا ذکر کیا۔ سینکڑوں عربی ویب سائٹس اور فورمز پر لوگوں کی آنکھیں کھلیں۔

ہوا یہ تھا کہ حیزان کے چھوٹے بھائی نے مقدمہ کیا تھا کہ حیزان نے اتنا عرصہ ماں کی خدمت کی ہے اور اسے اپنے پاس رکھا۔ اب وہ اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ماں کو شہر لے جائے گا اور اس کی خدمت کرے گا۔ آخر وہ اس کی بھی ماں ہے اور اس کی خدمت کرنا اس کا فرض ہے۔ جتنی مدت ماں حیزان کے پاس رہی اتنی مدت اب اس کے پاس بھی رہے گی۔ مگر حیزان اس پر قطعاً آمادہ نہ تھا۔

لوگ اس فیصلہ کو سننے کے لئے بے چین ہیں۔ چنانچہ اس مقدمہ کے فیصلہ کے لئے آج دونوں بیٹے قاضی کے حکم پر ماں کو اٹھا کر لا رہے ہیں۔ لوگ اس عجیب منظر کو دیکھ کر حیران ہیں کہ سن رسیدہ بڑھیا، ہڈیوں کا ڈھانچہ جس کا وزن بمشکل ۲۰ کلو ہوگا۔ بیٹوں نے ماں کو ایک ڈبے میں ڈال کر ہاتھوں پہ اٹھایا ہوا ہے۔ دونوں بیٹے اور ماں عدالت میں پیش ہوئے۔ قاضی صاحب نے بڑھیا سے پوچھا: ''کیا جانتی ہو کہ تمہارے دونوں بیٹوں کے درمیان تمہاری خدمت اور دیکھ بھال کے سلسلہ میں مقدمہ چل رہا ہے؟۔'' بڑھیا نے سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا کہ ہاں! میں باخبر ہوں۔ قاضی صاحب نے پوچھا کہ ''تم بتاؤ کس کے ساتھ جا کر رہنے کو پسند کرو گی؟۔'' بڑھیا کی آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے۔ اس نے اپنے پلو سے دونوں آنکھیں خشک کرتے ہوئے کہا: ''حیزان میری ایک آنکھ اور اس کا چھوٹا بھائی میری دوسری آنکھ ہے۔ ایک ماں کیسے ایک بچے کے حق میں اور دوسرے کے خلاف فیصلہ کر سکتی ہے۔ میرے لئے دونوں برابر ہیں۔'' چنانچہ بڑھیا نے فیصلہ کی گیند دوبارہ قاضی صاحب کے کورٹ میں پھینک دی۔ قاضی صاحب نے حیزان کی کمزور مالی حالت، جسمانی کمزوری اور اس کے بھائی کی مالی خوشحالی اور اسباب خدمت وراحت اور فراوانی کو دیکھتے ہوئے چھوٹے بھائی کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔ قاضی صاحب کا فیصلہ سنانا تھا کہ کمرہ عدالت حیزان کی دردناک چیخوں اور دھاڑیں مار مار کر رونے سے گونج اٹھا۔ حیزان کے بلک بلک کر رونے نے قاضی صاحب اور کمرہ عدالت میں موجود تمام افراد کو اشکبار کر دیا۔ قاضی صاحب آنکھیں پونچھتے ہوئے کرسی سے اٹھ گئے اور صحافی ومیڈیا کے لوگ حیزان کے گلے لگ کر روئے۔ کمرہ عدالت میں جب حیزان نے ماں کے پاؤں چھو کر رخصت ہونے کی اجازت چاہی تو چھوٹے بھائی کی بھی چیخیں نکل گئیں۔

اتنا عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بھی ماں کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے یہ جدوجہد؟ شاید بات حیزان کی نہیں بات تو ان والدین کی ہے جنہوں نے حیزان جیسے لوگوں کی تربیت کی اور والدین سے حسن سلوک کی اہمیت اور عظمت کا درس دیا۔

(نوٹ: یہ واقعہ ''اے میرے لخت جگر'' نامی کتاب سے لے کر ترمیم واضافہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے)

تاریخ خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر:9 ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

٦ھ کے واقعات...... ٦ھ کے سرایا

اس سال رسول اللہ ﷺ نے مقامات مختلفہ کی جانب جو سرایا روانہ فرمائے ان کی مختصر روداد کچھ یوں ہے:

١...... سریہ بشیر بن سعدؓ: اس سال حضرت بشیر بن سعدؓ کا سریہ خیبر (کے دو مقام یمن اور جبار) کی طرف روانہ کیا گیا۔ یہاں بنوغطفان رہائش پذیر تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت بشیر بن سعدؓ کو (تین سو افراد کے ساتھ) روانہ فرمایا۔ دو آدمیوں کو گرفتار اور بہت سے مویشی حاصل کر کے مدینہ منورہ لوٹے۔

٢...... سریہ کعب بن عمیر الغفاریؓ: اسی سال حضرت کعب بن عمیر غفاری انصاریؓ کا سریہ (جو پندرہ افراد پر مشتمل تھا) ذات اطلاع (جو وادی القریٰ سے آگے سرزمین شام میں ایک جگہ کا نام ہے) کی جانب بھیجا گیا۔ قضاعہ نے ان سب کو شہید کر دیا۔ صرف ایک صاحب زندہ رہے جنہوں نے آ کر آپ ﷺ کو اطلاع دی۔

٣...... سریہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ: اسی سال (شعبان میں) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا سریہ قبیلہ کلب کے پاس (دومۃ الجندل کی طرف) بھیجا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اپنے سامنے بٹھایا۔ ان کی دستار بندی فرمائی اور ہدایات دے کر (سات سو افراد کے ساتھ) روانہ فرمایا۔ وہاں جا کر تین روز تک دعوت اسلام دیتے رہے۔ اصبغ بن عمرو الکلبی (جو پہلے نصرانی تھا) اسلام لے آیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اس کی بیٹی تماضر سے نکاح کر کے (حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق) اسے مدینہ منورہ لے آئے۔

٤...... سریہ علی بن ابی طالبؓ: اسی سال (شعبان ہی میں) حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا سریہ (ایک سو افراد کی معیت میں) بنوسعد بن بکر کی جانب فدک بھیجا گیا۔ چنانچہ آپ غنیمت کے پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے کر مدینہ لوٹے۔ ''فدک'' خیبر کے قریب ایک جگہ ہے۔

سفارت حضرت عثمان بن عفانؓ: اور اسی سال رسول اللہ ﷺ نے (حدیبیہ کے موقع پر) حضرت عثمان بن عفانؓ کو مکہ مکرمہ قریش کے پاس روانہ فرمایا کہ تم قریش کے پاس جا کر انہیں یہ اطلاع دو کہ

ہم خونریزی کے لئے نہیں آئے ہم صرف بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں اور ہمارے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) بھی ہے جسے ہم ذبح کریں گے اور واپس ہوں گے۔

محاکمہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

جب خیبر فتح ہوگیا تو مسلمانوں نے زمین پر قبضہ کرلیا۔ یہود نے کہا زمینیں ہمارے قبضہ میں رہنے دیں۔ ہم نصف پیداوار دیا کریں گے۔ آنحضرت ﷺ نے منظور فرمالیا۔ جب بٹائی کا وقت آتا تو رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو بھیجتے۔ وہ دو حصوں میں تقسیم کر کے فرماتے جو حصہ چاہو لے لو۔ یہود نے اس عدل وانصاف کو دیکھ کر کہا ایسے ہی عدل وانصاف سے تو زمین وآسمان قائم ہیں۔

واقعات متفرقہ

اس سال ۶ھ میں دیگر متفرق واقعات بھی پیش آئے جن کو اختصار کے ساتھ درج ذیل لکھا جاتا ہے:

۱...... اسی سال رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام حبیبہؓ کے ساتھ نکاح فرمایا اور آئندہ سال ۷ھ میں عروسی اور خلوت فرمائی۔

۲...... اسی سال (۶ھ) میں حضرت عمرو بن عاصؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۳...... اسی سال رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو اپنا والا نامہ دے کر مقوقس شاہ مصر کی طرف روانہ فرمایا۔

۴...... اسی سال شجاع بن وہب الاسدیؓ کو امیر دمشق حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف والا نامہ دے کر بھیجا۔

۵...... اسی سال ہی سلیط بن عمرو العامریؓ کو ہوذہ بن علی حنفی (رئیس یمامہ) کی طرف خط مبارک دے کر بھیجا۔

۶...... اسی سال عبداللہ بن حذافہؓ کو کسریٰ فارس پرویز بن ہرمز کی جانب والا نامہ دے کر روانہ فرمایا۔

۷...... اسی سال ہی حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ کو قیصر روم ہرقل کی طرف ﷺ کا والا نامہ دے کر بھیجا۔

۸...... ابوعبیدہ ؒ کہتے ہیں کہ اسی سال شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ خسرو پرویز کو قتل کیا اور اسی سال شیرویہ کی حکومت کے وقت طاعون کی بیماری پھیلی اور اسی سال ہی شیرویہ قتل کیا گیا۔

غزوۂ بنی المصطلق

خلیفہ بن خیاط ؒ کی تحقیق کے مطابق اسی سال ۶ھ میں غزوہ بنی المصطلق (جس کا دوسرا نام غزوۂ مریسیع بھی ہے) پیش آیا۔ خلیفہ ؒ کہتے ہیں کہ ہمیں بکر نے ابن اسحاق ؒ سے، اور وہب ؒ نے اپنے باپ اور ابن اسحاق ؒ سے بیان کیا۔ ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور محمد بن یحییٰ بن حبان تینوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی کہ بنی

المصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بہت سی فوج جمع کی ہوئی ہے تو آپ ﷺ نے صحابہؓ کو ان کی طرف خروج کا حکم فرمایا۔ چنانچہ صحابہؓ نے فوراً تیاری کی اور بنی المصطلق کی طرف روانہ ہوئے اور مریسیع چشمہ پر (جو مقام قدید کے قریب واقع ہے) مسلمانوں اور بنی المصطلق کا مقابلہ ہوا اور (بنی المصطلق اپنے مویشیوں کو یہاں پانی پلا رہے تھے کہ) مسلمانوں نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے بنی المصطلق کو شکست سے دوچار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بچے، مرد اور عورتیں سب گرفتار کر لئے اور ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ انہیں قیدیوں میں بنی المصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرور کی بیٹی جویریہ بنت حارث بن ابی ضرور بھی تھیں۔

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر بن زبیرؓ نے حضرت عروہؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوۂ بنی المصطلق کے قیدیوں (اور مال غنیمت) کو غانمین پر تقسیم فرمایا تو حضرت جویریہ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کے حصہ میں آئیں اور حضرت ثابت بن قیسؓ نے ان کو مکاتبہ بنا دیا اور جویریہ بنت حارث نے اس مکاتبت کو قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا بدل کتابت ادا فرمایا اور پھر اس سے نکاح فرمالیا۔

خلیفہ بن خیاط ؒ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالوہاب بن عبدالمجید ؒ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایوب ؒ نے ابوقلابہؓ سے نقل کر کے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب جویریہ بنت حارث کو قید فرمالیا تو آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت جویریہؓ کے والد حارث بن ابی ضرار (بہت سے اونٹ بطور فدیہ لے کر) حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ آپ نے میری بیٹی کو گرفتار کر لیا ہے۔ ایسا مت کریں اس لئے کہ یہ عام عورت نہیں یہ ایک سردار کی بیٹی ہے اور بڑی آبرومند عورت ہے۔ لہٰذا آپ اس کو (فدیہ لے کر) آزاد فرمادیں۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا میں اس معاملہ کو خود جویریہ کے اختیار پر چھوڑتا ہوں۔ آپ خود اپنی بیٹی سے بات کر لیں۔ چنانچہ حارث نے جا کر جویریہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا معاملہ تیری مرضی اور اختیار پر چھوڑا ہے اور تو اعلیٰ حسب ونسب والی عورت ہے۔ لہٰذا اپنے باپ اور اپنے خندان کو رسوا نہ کر اور میرے ساتھ چل۔ حضرت جویریہؓ نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو اختیار کرتی ہوں۔ حضرت جویریہؓ کے والد نے کہا کہ چلو اللہ تمہارا بھلا کرے تمہارا اختیار تمہارے سپرد۔ (بالآخر حارثؓ بھی مشرف بہ اسلام ہوگئے)

واقعۂ افک

اسی سال اسی غزوہ (بنی المصطلق) سے واپسی کے وقت واقعۂ افک (یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پر تہمت کا واقعہ) پیش آیا اور اسی سال ہی اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس بہتان سے برأت فرمائی اور اسی سلسلہ میں سورۂ نور کی اٹھارہ آیتیں: ”ان الذین جآؤا بالافک عصبۃ

منکم ‘‘ سے لے کر ’’ اولئك مبرؤن مما يقولون لهم مغفرة ورزق كريم ‘‘ تک نازل ہوئیں۔

عمرۃ الحدیبیہ

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اکثر غزوے شعبان کے مہینے میں ہوئے ہیں۔ منجملہ ان میں سے غزوۂ بنی المصطلق بھی ہے۔ یہ بھی ماہ شعبان میں ہوا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی المصطلق سے واپس تشریف لائے تو رمضان وشوال کا مہینہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ پھر یکم ذیقعدہ دوشنبہ کے روز بقصد عمرہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف خروج فرمایا۔ مگر جنگ وجدال کے ارادہ سے تشریف نہیں لے گئے۔ ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ مجھے امام زہری ؒ نے عروہ، مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ حدیبیہ والے سال رسول اللہ ﷺ صرف اور صرف بیت اللہ شریف کی زیارت اور عمرہ کے قصد سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ کا قصد قتال کا بالکل نہیں تھا اور اپنے ساتھ ہدی کے ستر اونٹ بھی لے گئے۔ جب کہ لوگوں کی تعداد سات سو تھی۔

خلیفہ بن خیاط ؒ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالوہاب نے خالد الحذاء سے انہوں نے حکم بن عبداللہ الاعرج سے اور انہوں نے حضرت معقل بن یسارؓ سے نقل کیا۔ حضرت معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ غزوۂ حدیبیہ میں، میں ہاتھ میں درخت کی ٹہنی لئے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کر رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں سے اس بات کی بیعت لے رہے تھے کہ جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد وقتال کریں گے۔ مرجائیں گے مگر بھاگیں گے نہیں اور اس وقت مہاجرین وانصار کی تعداد چودہ سو تھی۔

خلیفہ ؒ کہتے ہیں کہ ہمیں یزید بن زریع ؒ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سعید ؒ نے قتادہ سے نقل کرتے ہوئے بتایا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب ؒ سے دریافت کیا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ شرکاء حدیبیہ کی تعداد چودہ سو بتلایا کرتے تھے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ تو حضرت سعید بن مسیب ؒ نے فرمایا: جابرؓ کو ذھول ہوگیا ہے۔ اصحاب حدیبیہ کی تعداد چودہ سو نہیں بلکہ پندرہ سو تھی۔ خلیفہ ؒ کہتے ہیں کہ ہمیں بشر بن مفضل نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں قرہ نے قتادہ ؒ سے بیان کیا اور قتادہ نے حضرت سعید بن مسیب ؒ سے نقل کیا۔ حضرت سعید بن مسیب ؒ کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے جو اصحاب حدیبیہ کی تعداد چودہ سو بتلائی ہے یہ ان کا وہم ہے۔ درحقیقت اصحاب حدیبیہ کی تعداد پندرہ سو تھی۔

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو مکہ معظمہ بھیجا کہ جاؤ اور اہل مکہ کو بتلادو کہ ہم فقط زیارت بیت اللہ اور عمرہ کے قصد سے آئے ہیں۔ ہمارا مقصد جہاد وقتال نہیں ہے۔

خلیفہ ؒ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابھی رسول اللہ ﷺ کا قیام حدیبیہ

میں ہی تھا کہ اچانک یہ خبر مشہور ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ کو بھی موصول ہوئی کہ حضرت عثمان بن عفانؓ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ خبر پہنچتے ہی آپ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا اور آپ نے تمام صحابہؓ سے (جو غزوۂ حدیبیہ میں شریک تھے) اس بات پر بیعت لی کہ جب تک ہم کفار سے انتقام نہیں لے لیں گے اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے قتل کی خبر ہی غلط تھی۔

اب اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ پھر صلح کی شرائط طے کرتے ہوئے قریش مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو نے کہا کہ اس سال تو آپ بغیر عمرہ کئے مدینہ منورہ واپس ہو جائیں اور آئندہ سال آکر عمرہ کریں اور (تین دن مکہ میں رہ کر) واپس ہو جائیں۔

فائدہ: حدیبیہ ایک بستی کا نام ہے۔ (درحقیقت یہاں حدیبیہ نامی کنواں بھی تھا) جو مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور اب یہ شمیس کے نام سے مشہور ہے۔

مولانا قاضی احسان احمد کراچی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما قاضی احسان احمد کراچی کے سسر جناب شیخ محمد انیس ۳۰ر نومبر کی صبح قبل از نماز فجر انتقال فرما گئے۔ مرحوم ڈرگ کالونی کراچی کے رہائشی تھے۔ گھر سے فجر کی سنتیں ادا کر کے مسجد عثمان غنی میں داخل ہوئے۔ نماز کی انتظار میں بیٹھے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ جامع مسجد بلال ڈرگ کالونی کراچی میں قاضی احسان احمد کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں عزیز و اقارب کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام، کارکنان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور عوام الناس نے شرکت کی۔ ادارہ لولاک لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔

مولانا محمد یعقوب ربانی ؒ کے ۸ سالہ پوتے کا حفظ قرآن

۲۵ر دسمبر کو جامعہ اسلامیہ فاروق آباد میں مدرسہ کے بانی مولانا محمد یعقوب ربانی ؒ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں صاحبزادہ مولانا خواجہ خلیل احمد، مولانا زاہد الراشدی، مولانا نعیم اللہ فاروقی، مولانا احمد علی ثانی لاہور کے علاوہ کئی مقررین کے خطابات ہوئے۔ پروگرام کے اختتام سے قبل حفاظ قرآن کی دستار بندی ہوئی۔ جن کی تعداد ۴۵ کے قریب تھی۔ ان طلباء میں مولانا محمد یعقوب ربانی ؒ کے پوتے بلال محمود اور نواسے محمد بن احمد بھی شامل تھے۔ پوتے بلال محمود کی عمر ۸ سال تھی اور قرآن مجید ایک سال میں حفظ کیا جبکہ نواسے محمد بن احمد کی عمر ۹ سال تھی اور اس نے قرآن مجید دو سال میں حفظ کیا۔ فالحمدللہ! طلباء کی دستار بندی بھی مذکورہ بالا حضرات کے ہاتھوں ہوئی۔

حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا اللہ وسایا

۷/اکتوبر ۲۰۱۶ کو فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایک اہم اڈہ ہے جسے پچلور کہتے ہیں۔ اس سے تھوڑا آگے جائیں تو جامعہ دارالعلوم ربانیہ ہے۔ جو ملک عزیز کے نامور مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ ہمارے ملک عزیز کے نامور علماء، شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا ظریف احمد رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات نے وہاں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ انہی حضرات میں سے ایک مولانا محمد یعقوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ جنہوں نے دارالعلوم ربانیہ سے فراغت حاصل کی۔ ان کی تعلیم کے دوران ربانیہ کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا رفیق کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے اپنے منظور نظر شاگرد مولانا یعقوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ کے ضلع شیخوپورہ میں کوئی ایسا ادارہ نہیں جہاں دورہ حدیث ہوتا ہو۔ آپ اپنے علاقہ فاروق آباد میں جا کر دینی مدرسہ قائم کریں۔

چنانچہ یہاں پر آ کر مولانا یعقوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اسلامیہ فاروق آباد کے نام سے ادارہ قائم کیا، جس کا حفظ و ناظرہ سے آغاز کیا اور پھر اس ادارہ میں ایک یہ بھی وقت آیا کہ دورہ حدیث شریف ہونے لگا۔ مولانا یعقوب ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک اعلیٰ روایت قائم کی کہ اپنے طلباء دورہ حدیث شریف کی کلاس کے ذہین طلباء کو صحاح ستہ کی مختلف کتابیں حفظ کراتے تھے۔ کسی کو بخاری شریف، کسی کو ترمذی شریف، کسی کو مسلم شریف اور کسی کو ابوداؤد شریف کے حفظ کرنے پر لگایا ہوا تھا۔ تھوڑا عرصہ یہ سلسلہ چلایا اور بڑی کامیابی سے چلایا۔

یہ دور جامعہ اسلامیہ کے عروج کا دور قرار دیا جاسکتا ہے۔ پھر یہاں پر بچیوں کا مدرسہ قائم کیا۔ اسے بھی دورہ حدیث شریف تک لے گئے۔ آپ نے اس ادارہ کے لئے خاصی جانگسل محنت کی۔ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔ پھر ایسا وقت بھی آیا کہ مدرسہ سے آہستہ آہستہ بنین کی تعلیم کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اس زمانے میں آپ نے تدریس کے لئے جامعۃ الحبیب چکوال کا رخ کیا۔ پھر واپس آئے۔ جیسے کیسے بنات کی تعلیم کا سلسلہ صحت کے زمانے تک جاری رکھا۔

ایک زمانہ تھا کہ سید امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد عالم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللطیف انور رحمۃ اللہ علیہ،

مولانا محمد یعقوب ربانیؒ ضلع شیخوپورہ کی پہچان ہوا کرتے تھے۔ پہلے مقدم الذکر تینوں حضرات یکے بعد دیگرے چل دیئے۔ اب مولانا محمد یعقوبؒ بھی ان سے جا ملے۔ ایک زمانہ تک مولانا یعقوب ربانیؒ اور مولانا عبداللطیف انورؒ جمعیت علماء اسلام ضلع شیخوپورہ کے امیر اور ناظم اعلیٰ رہے۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ، مفکر اسلام مفتی محمودؒ، ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، ولی ابن ولی مولانا عبیداللہ انورؒ ایسی شخصیات کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کی سربلندی کے لئے بھرپور محنت کی اور ایک مقام پیدا کیا۔

مولانا محمد یعقوب ربانیؒ کا بیعت کا تعلق خواجہ خان محمدؒ سے تھا۔ بڑے تسلسل کے ساتھ خانقاہ سراجیہ حاضری رہتی تھی۔ لاہور کے حضرت مولانا پیر نعیم اللہ فاروقی نے مولانا ربانیؒ کو خلافت سے نوازا تو پھر آپ نے بھی اپنی عنانِ توجہ پھیر لی۔ مولانا یعقوبؒ نے پہلا عقد کیا۔ اس سے نرینہ اولاد نہ ہوئی۔ پھر عقد ثانی کیا۔ یکے بعد دیگرے حق تعالیٰ نے محمود خان، مسعود خان، مشہود خان تین صاحبزادوں سے نوازا۔ مولانا یعقوب ربانیؒ راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ علمی گھرانہ تھا۔ آپ کے ایک بھائی مولانا حبیب اللہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد ہیں۔ دونوں حضرات نے فاروق آباد میں خوب علم کے دیپ جلائے۔ اب اکیڈمیوں کا دور دورہ ہے۔ رہے نام اللہ کا۔

مولانا محمد یعقوب ربانیؒ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں اپنے ضلع بھر میں مثالی کردار ادا کیا۔ پہلے چنیوٹ اور پھر چناب نگر سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر بمع رفقاء و طلباء کے تشریف لانا آپ کے معمول کا حصہ تھا جس میں تخلف نہ کرتے۔ صحت کے زمانہ تک اس روایت کو تسلسل کے ساتھ نبھایا۔

فقیر نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء پر کتاب مرتب کرنا تھی۔ کہیں اشتہار یا اعلان پڑھ لیا۔ خط لکھا۔ فقیر، فاروق آباد حاضر ہوا تو تحریک کا جتنا اخباری ریکارڈ اور ضلع شیخوپورہ کی تحریک کا رجسٹر تھا۔ سارا میرے سپرد کر دیا۔ بہت ہی اعتماد والے تھے۔ محبت بھرا تعلق تھا۔ اعتماد باہمی کی فضا قائم رکھی۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے مدرسہ کا نظم مضمحل ہوا۔ پھر رعشہ کی بیماری نے زور پکڑا، گرم سرد اور ارد گرد کی ہوا سے بھی متاثر ہوئے تو چارپائی سے لگ گئے۔ جب تک ہمت رہی کوئی نماز مسجد کی ترک نہ کی۔ سہارا سے، پھر ویل چیئر پر مسجد کی نماز باجماعت کا اہتمام رہا۔ جب صحت نے اس کا بھی نہ چھوڑا تو گھر پر ہی نماز کا اہتمام کرتے۔ خوب وقت گزارا۔ اپنے قائم کردہ ادارہ کی اپنی بنائی ہوئی جامع مسجد کے شمال کی جانب آخری آرام گاہ بنی۔ آپ چلے گئے۔ اب یادیں رہ گئیں۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین!

مولانا غلام رسول شوق رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۲۲؍اکتوبر۲۰۱۶ء)

جامع مسجد خلفائے راشدین کے خطیب مدرسہ عربیہ سراجیہ کوٹلہ ارب علی خاں ضلع گجرات کے بانی اور مہتمم حضرت مولانا غلام رسول شوق وصال فرماگئے۔ مولانا غلام رسول نے ابتدائی تعلیم کا آغاز خانقاہ سراجیہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں کیا۔ آپ نے خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں وہاں درس نظامی کے ابتدائی درجات مکمل کئے۔ آپ دارالعلوم کبیر والا اور جامعہ خیرالمدارس ملتان میں بھی پڑھتے رہے۔ آپ نے دورۂ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ فراغت کے بعد مدرسہ عربیہ سراجیہ کوٹلہ ارب علی خان کی بنیاد رکھی۔ اس وقت وہاں بچیوں کی تعلیم دورہ حدیث شریف تک ہوتی ہے۔ اس ادارہ میں زیادہ تر اسباق آپ خود پڑھاتے تھے۔ مولانا غلام رسول شوق انتہائی باہمت اور بھرپور محنتی عالم دین تھے۔ آپ نے علاقہ میں تبلیغ اسلام اور دینی تعلیم کی ترویج کے لئے بھرپور محنت کی۔ آپ کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ آپ ان کے مخلص محب تھے۔ اپنے شیخ کے حکم کی تکمیل وتعمیل سعادت سمجھتے تھے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تقریباً ہر سال کوٹلہ ارب علی خان جانا ہوتا تھا۔ جب کہ مولانا غلام رسول بھی سال میں ایک دوبار باجماعت خانقاہ شریف میں حاضری ضرور بھرتے تھے۔ مولانا غلام رسول اپنے علاقہ میں جمعیۃ علماء اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت، تبلیغی جماعت اور خدام اہل سنت کے پروگراموں میں پیش پیش ہوتے تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے آپ کا وجود پاسبان کا حکم رکھتا تھا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو دینی ودنیوی اعتبار سے خوشحالی نصیب فرمائی تھی۔ دوستوں کے دوست اور مرنجاں مرنج طبیعت کے بے ضرر انسان تھے۔ بہت سارے خیر کے امور ان سے وابستہ تھے۔ حق تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین!

مولانا مفتی حمیداللہ جان رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۲۹؍اکتوبر۲۰۱۶ء)

مولانا مفتی حمیداللہ جان نادر خیل ضلع لکی مروت کے مولانا نیاز محمد صاحب کے صاحبزادے تھے جو مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد تھے۔ مولانا حمیداللہ جان نے ابتدائی عصری ودینی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت میں بھی پڑھتے رہے۔ دورۂ حدیث شریف آپ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھا۔ آپ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور لائق شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ لکی مروت، جامعہ اشرفیہ لاہور اور دارالعلوم حنفیہ چکوال میں آپ تدریسی اور افتاء کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ رہے۔ آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں اپنے استاذ حضرت بنوری ؒ کی قیادت میں اپنے علاقہ میں بھرپور خدمات سرانجام دیں۔ متعدد دینی کتب کے آپ منصف تھے۔ آپ شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ کے سلسلہ تصوف کے شناور تھے۔ متعدد اکابر سے آپ کو خلافت حاصل تھی۔ آپ نے رائے ونڈ روڈ پر لاہور میں جامعۃ الحمید قائم کیا۔ آپ متعدد بار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف لاکر خطاب فرماتے تھے۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔

مولانا قاری عبدالرؤف نعمانی ؒ (وفات: یکم رنومبر ۲۰۱۶ء)

جامعہ اسلامیہ بورے والا کے مہتمم حضرت مولانا قاری عبدالرؤف نعمانی وصال فرماگئے۔ آپ کا شمار نامور مذہبی رہنماؤں میں ہوتا تھا۔ آپ نے اسلام کی ترویج اور علوم دینیہ کی اشاعت کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ بورے والا کے معروف مذہبی رہنما اور صوفی، جامعہ اسلامیہ بورے والا کے بانی اور مہتمم مولانا عبدالرحیم نعمانی کے بھتیجے اور جانشین تھے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے وافر حصہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

مولانا محمد یوسف رحمانی ؒ (وفات: ۲ رنومبر ۲۰۱۶ء)

میاں چنوں ضلع خانیوال کی مکی مسجد کے بانی اور خطیب حضرت مولانا محمد یوسف رحمانی وصال فرماگئے۔ آپ کی اس وقت عمر بہتر سال تھی۔ مولانا محمد یوسف نے درس نظامی کی تکمیل کے بعد مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر ؒ اور فاتح قادیان مولانا محمد حیات ؒ سے مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو رد قادیانیت اور ردعیسائیت پر بھرپور عبور حاصل تھا۔ آپ خود بھی مناظر اسلام تھے۔

حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی ؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ کے ساتھ تمام دینی تحریکات بالخصوص تحریک ہائے ختم نبوت میں پیش پیش رہے۔ گرانقدر اور مثالی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو اکابر کا اعتماد حاصل تھا۔

آپ جامعہ خالد بن ولید ؓ ٹبی کالونی وہاڑی میں پڑھاتے بھی رہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ وہ بہت ہی خوبیوں کے حامل تھے۔ ان کے وصال سے دینی حلقوں میں بہت بڑا خلاء واقع ہوگیا ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائیں۔ آمین!

مولانا مطلع الانوار ؒ (وفات: ۲۱ رنومبر ۲۰۱۶ء)

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے شاگرد رشید، دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت

مولانا مطلع الانوار اس دور میں یادگار اسلاف تھے۔ آپ کی ذات گرامی اپنے حلقہ میں مرجع خلائق تھی۔ آپ نے زندگی بھر دینی تعلیم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ ہزاروں طلباء کرام نے آپ سے تعلیم دین حاصل کی۔ آپ اس وقت جمعیۃ علماء اسلام کے سرپرست تھے۔ آپ سراپا جمعیت تھے۔ جمعیت علماء اسلام کے لئے آپ کا وجود انعام الٰہی تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی فرماتے تھے۔ چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر بھی آپ کی تشریف آوری ہوتی رہی اور بعض اجلاسوں کو آپ نے صدارت سے اعزاز بخشا۔ مولانا اپنے گاؤں چارسدہ کے قریب سپرد خاک کئے گئے۔ آپ کے وصال سے پون صدی کی تاریخ کا ایک درخشاں باب بند ہوگیا۔ حق تعالیٰ آپ کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں۔ آمین!

قادیانیوں کی دوکان سے مقامات مقدسہ کی تصویر محفوظ کی لی گئی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالخالق مبینہ اطلاعات ملنے پر علی پور پہنچے۔ جائے وقوعہ پر دیکھا کہ قادیانی دوکاندار نے دوکان پر بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی تصاویر لگا رکھی ہیں۔ مولانا قاضی عبدالخالق نے علی پور سے چند مقامی علماء کرام کو لے کر تھانہ علی پور میں ایس ایچ او سے ملاقات کی۔ قادیانیوں کی شعائر اسلامی کی توہین سے آگاہ کرتے ہوئے قادیانیت سے متعلق قوانین پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا۔ ایس ایچ او صاحب نے اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ان حضرات کی موجودگی میں پولیس بھیج دی۔ جنہوں نے قادیانیوں کی دوکان سے بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی تصاویر کو محفوظ کرلیا۔ فللحمد للہ!

چار قادیانیوں کا قبول اسلام

ٹوبہ ٹیک سنگھ چک نمبر ۲۹۵ بیریانوالہ ۶ رنومبر ۲۰۱۶ء بعد از عشاء ایک اور قادیانی مصور ولد بشارت جامع مسجد میں تمام گاؤں والوں کے سامنے مولانا لطف اللہ لدھیانوی کے سامنے مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگیا۔ فللحمد للہ! اسی طرح ماموں کانجن چک نمبر ۵۸ کڑا کے چالیس سالہ جوان سلطان احمد نے بھی قاری عتیق الرحمٰن رضوی کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا ہے۔ (روزنامہ ایکسپریس ص۲، مورخہ ۱۹ را کتوبر ۲۰۱۶ء)

اس سے کچھ عرصہ قبل ٹوبہ ٹیک سنگھ چک ۲۹۵ بیریانوالہ میں نمبردار خاندان کے فرد جناب نوید ولد مبارک نے مولانا لطف اللہ لدھیانوی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے قادیانیت سے برأت کا اظہار کیا تھا۔ فللحمد للہ! اس طرح نوید کے اسلام قبول کرنے سے قبل بھی ہمایوں ولد شبیر احمد نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ گویا چک بیریانوالہ میں تین اور چک کڑا میں ایک، کل چار قادیانیوں نے اس علاقہ میں قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا ہے۔

ایک اور چراغ بجھ گیا

پروفیسر حافظ نور محمد

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جمالی ساند رحمہ اللہ زوڑ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ افغانستان میں ہلمند ندی کے کنارے پر بست شہر کے قریب زوڑ نامی ایک پہاڑ پر یہ قوم آباد ہے۔ پرانے زمانے میں اس پہاڑ پر زوڑ نامی بت بھی ہوا کرتا تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ آپ کا خاندان افغانستان سے ہجرت کر کے پہلے لسبیلہ کراچی آیا پھر آپ کے ماموں کی وفات کے بعد پورا خاندان میرپور خاص سندھ میں پیر غلام رسول شاہ جیلانی کے گوٹھ کے قریب ٹو خاص خیلی کے گاؤں آکر بسا۔

۱۹۴۷ء میں کامارو شریف کے قریب غلام حیدر سریوال کے گوٹھ میں ایک ہندو سے پرائمری کلاس پڑھی جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ ۱۹۵۰ء میں عمرکوٹ تعلقہ کے گوٹھ ولہیٹ میں دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ اساتذہ کی محنت اور اپنی دلچسپی سے عربی کی تعلیم ۱۳۷۷ھ میں ولہیٹ سے ہی مکمل کی اور دستار بند ہوئے۔ عربی فارسی اور دنیوی تعلیم کے استاذ مولانا شیخ عبدالسمیع ساند رحمہ اللہ تھے۔ ایک ہی استاذ سے عربی علوم کی تعلیم مکمل کی۔

دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۵۸ء میں کالج کا داخلہ لیا۔ ۱۹۶۱ء تک مختلف دنیوی فنون میں اچھے نمبرز سے پاس ہوتے رہے۔ ان سے متاثر ہو کر غلام مرتضی بھٹو نے ٹریننگ کالج میں لیکچرار کے لئے ۱۷ار گریڈ کی نوکری کا آرڈر دیا۔ عین اسی سال مولانا عزیز اللہ ساند رحمہ اللہ اور مولانا عبدالسمیع ساند رحمہ اللہ گاؤں میں آئے اور کہا کہ آپ مدرسہ مظہر العلوم ولہیٹ میں عربی کی تعلیم دیں۔ مدرسہ میں عربی کے لئے اچھا استاذ نہیں ہے۔ تب لیکچرار کی نوکری چھوڑ کر اساتذہ کے حکم پر یکم مئی ۱۹۶۰ء میں مدرسہ ولہیٹ عمرکوٹ میں عربی کی تعلیم دینا شروع کی۔ عربی کی تعلیم میں پہلی دستار بند شاگرد علماء کی کھیپ میں مولانا محمد طلحہ جو آپ کے پرائمری کے استاذ تھے، بھی شامل تھے۔

میاں نصیر صاحب مولانا عبدالکریم ساند رحمہ اللہ کے دادا تھے۔ جب سید احمد شہید رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا لشکر ولہیٹ کے راستے گزر رہا تھا اس وقت میاں نصیر مدرسہ ولہیٹ چلا رہے تھے۔ اس مدرسہ کی بنیاد میاں محمد رحیم نے ۱۱۸۴ھ میں مخدوم محمد ابراہیم بن مخدوم عبداللطیف بن مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سے رکھوائی۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ میں رسالہ ولہیٹ قرآنی کے جاری ہونے سے مدرسہ کی تعلیم میں اور مالی معاونت میں رکاوٹیں پیش آئیں۔ اس لئے یہ رسالہ دو سال بھی نہ چل سکا۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا عزیز اللہ ساند رحمہ اللہ کو رسالہ بند کرنا پڑا۔ اس مدرسہ کا دوبارہ احیاء ۱۹۴۹ء میں شیخ مولانا عبدالسمیع ساند رحمہ اللہ نے

کیا۔۱۸۴۴ھ سے آج ۱۴۳۸ھ تک اپنی دینی تعلیم اور سندھی تہذیب اور تشخص کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

دینی تعلیم کے علاوہ دنیوی تعلیم، تاریخ اسلام، تقابل ادیان، مناظرے، فیصلے، فتاوی جات اور برصغیر کی تاریخ پر مہارت رکھتے تھے۔ سندھ کی تہذیب اور جغرافیائی سرحدوں سے خوب واقف تھے۔ ہر مسئلے کا حل بروقت بتاتے اور حوالہ کے لئے کتاب کا نام اور صفحہ بھی بتا دیتے۔ حکمت و دانائی کا وافر حصہ من جانب اللہ میسر تھا۔ اہل علاقہ کے مسائل بھی حل کرتے تھے۔ آپ کی رائے کا بڑا احترام کیا جاتا تھا۔ مسلمانوں کے تنازعات فتاوی کے ذریعے اور ہندوؤں اور سکھوں کے مسائل حکمت و بصیرت سے حل کرتے۔

۱۹۹۰ء سے تازم زیست جامع مسجد عمرکوٹ کے خطیب اور پیش امام رہے اور آپ نے مدرسہ مظہر العلوم شاخ ولہیٹ بھی عمرکوٹ میں قائم کیا جو کہ وفاق المدارس سے ملحق ہے۔ آپ خود دورہ حدیث بنین و بنات میں پڑھاتے رہے۔ آپ کی سند کا واسطہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی ﷫ سے ہے۔ یہ سند ۱۹/واسطوں سے امام بخاری ﷫ تک جاتی ہے۔ آپ کی سند اجازت سے ملکی و غیرملکی نامور علماء کرام بھی مستفیض ہوتے رہے ہیں۔ یہ سب رکارڈ مدرسہ کے رجسٹر میں موجود ہے۔

آپ نے مذہبی، سیاسی وسماجی خدمات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مولانا جمالی سائند ﷫ جمعیت علماء اسلام کے تین مرتبہ مرکزی مجلس شوریٰ کے ممبر نامزد ہوئے۔ آپ ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۰ء تک جے یو آئی کے ضلعی امیر بھی رہے۔ ضلع بھر میں ختم نبوت کے چھوٹے، بڑے پروگراموں کی نگرانی اور صدارت فرماتے اور مبلغین ختم نبوت کی رہنمائی بھی فرماتے۔ اہل علاقہ کے مسائل بھی حل کرتے۔

آپ نے مولانا عبداللہ بہلوی ﷫ کے خلیفہ حاجی محمد حسین ﷫ سے بیعت کی اور خلافت حاصل کی۔ آپ نے مولانا محمد حسن عباسی خلیفہ مولانا احمد علی لاہوری ﷫ سے بھی قادری طریق پر بیعت کی تھی۔

لواحقین میں پانچ بیٹے، تین بیٹیاں بقید حیات ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مولوی عبدالقادر ہیں جن کی فراغت ۱۹۹۵ء میں مدرسہ دارالفیوض سے ہے۔ مولوی علی احمد آپ کے جانشین ہیں جو ۲۰۰۳ء میں دارالعلوم کراچی سے فاضل ہیں۔ آپ نے ان کو ۲۰۱۶ء میں مدینہ منورہ میں بخاری کا درس پڑھایا۔

آپ کی وفات پر مسلمانوں اور ہندوؤں نے مل کر عمرکوٹ شہر بند کیا۔ مسلمان جنازے میں شریک تھے جب کہ ہندو چاروں طرف ادب سے کھڑے تھے۔ ہر ایک آنکھ اشک بار تھی۔ یکم اکتوبر ۲۰۱۶ء کو آپ کی طبیعت خراب ہوئی۔ راجپوتانہ ہسپتال حیدرآباد میں روح پرواز ہوئی اور نماز جنازہ ۲/اکتوبر بروز اتوار صبح ساڑھے نو بجے آپ کے فرزند مولوی عبدالقادر کی امامت میں ادا کی گئی۔ مدرسہ مظہر العلوم ولہیٹ کی جامع مسجد کے قریب اپنے شیخ مولانا عبدالسمیع سائند ﷫ کے پہلو میں آخری آرام گاہ نصیب ہوئی۔

قادیانی دجال کا استیصال ...... (حصہ نثر)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی

ایک مسلمان اور قادیانی میں سوال و جواب کیونکر ہو سکتے ہیں

مسلمان...... قادیانی صاحب اپنا دعویٰ اپنی زبان سے بیان کر دو۔

قادیانی...... میں محدث (بفتح دال مشدد) ہوں۔ مجھے اللہ نے اس صدی کا مجدد بنایا ہے۔ میرے نام غلام احمد قادیانی کے اعداد پورے ۱۳۰۰ راس پر شاہد ہیں کہ میں تیرھویں صدی کے انجام اور چودھویں صدی کے آغاز پر مجدد ہوں۔

مسلمان...... صرف نام سے اعداد کا نکلنا مجدد ہونے کی دلیل نہیں۔ کیا معلوم آپ اس وقت کے کیا ہیں۔ اگر حساب ابجد سے کوئی دعویٰ مدلل ہو سکتا ہے تو گزارش ہے کہ آپ کے لئے یہ پورا جملہ جس کے اعداد بھی پورے ہیں بہت درست ہوگا۔ ''غلام احمد قادیانی دجال ہے۔'' سامعین! واہ وا! واہ وا! جزاک اللہ! اس مبتداء کی خبر کیسی برجستہ نکالی ہے۔

قادیانی...... صرف یہی ایک دلیل نہیں۔ بڑی دلیل میرا وحی الہام ہے جو اللہ پاک کی طرف سے مجھ پر بارش کی طرح برستا ہے۔ من می زیم بوحی خدائے کہ بامن است پیغام اوست چوں نفس روح پرورم۔

مسلمان...... انبیاء ورسل علیہم السلام کے سوا کسی کا وحی والہام قطعی نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے ان کے ماسوا کو اس میں کبھی نفسانی، گاہ شیطانی آمیزش سے دھوکا ہو جائے۔

قادیانی...... چونکہ میں محدث ہوں۔ میرا وحی والہام بھی آمیزش شیطان سے پاک ہے۔

مسلمان...... اس پر کوئی دلیل شرعی؟ قرآن وحدیث میں تو محدث کو یہ رتبہ نہیں دیا گیا۔ قرآن میں محدث کا نام بھی نہیں۔

قادیانی کا ایک اعرج مرید جو آتھم کی جنگ مباحثہ میں قادیانی کا معاون تھا۔

جھٹ قرآن شریف کھول کر سورۂ انبیاء کی آیت ''مایاتیهم من ذکر من ربهم محدث الا استمعوه وهم یلعبون '' پر انگلی رکھ کر سامنے کر دی۔ (قادیانی آنکھ کے اشارے سے گھورتا ہی رہ گیا) دیکھو تو یہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں۔

مسلمان...... کسی قدر حیران ہو کر میاں دیکھوں کہیں جلد باندھتے وقت کوئی کسی کی تحریر تو بیچ میں

نہ باندھ دی ہو۔ (دیکھ کر) بھئی واہ! اس لفظ کی حرکات پر تو نظر کر لیتے۔ محض حروف ہی دیکھ کر بول اٹھے۔ (اس لفظ کا ترجمہ نیچے لکھا ہوا دیکھتے واعظا اسی خوبی پر بنے ہو۔ قادیانی کی قرآن فہمی پر ناز اس لیاقت سے کیا کرتے ہو کہ مرزا قادیانی کے برابر قرآن کوئی نہیں سمجھتا۔ شرم کرو)

قادیانی...... جھنجلا کر! نہیں نہیں تم ادھر دیکھو۔ صحیح بخاری میں سورۂ حج کی آیت یوں بھی لکھی ہے۔ ’’وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذاتمنیٰ القی الشیطان ‘‘یعنی رسول اور نبی اور محدث کا بھی الہام جب اس میں شیطان دخل دیتا ہے تو دخل شیطان سے پاک کیا جاتا ہے۔

مسلمان...... قطع نظر اس سے کہ آیت شریف میں وحی والہام میں دخل کا ذکر ہی نہیں۔ صرف تمنائے ولی، نبی ورسول کا ذکر ہے۔ یہ تو بتاؤ’’فبای حدیث بعدہ یومنون ‘‘ کی تفسیر جو تم نے کی تھی کہ قرآن کے بعد کوئی حدیث قابل تسلیم نہیں اور اشتہار مطبوعہ اقبال برقی پریس لدھیانہ۔ مورخہ کیم راگست ۱۸۹۱ء میں آپ کا یہ دعویٰ کہ ’’قرآن کریم کے اخبار اور قصص اور واقعات ماضیہ پر تنسیخ وزیادت ہرگز جائز نہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۳۲۹) یہاں یہ دعویٰ بالکل ردی ہو گیا۔ اب اس بخاری کی روایت (جو ایک صحابی کا قول ہے۔ حدیث نبوی بھی نہیں) قبول کر کے قرآن میں لفظ بڑھانا بھی جائز کر لیا اور صحیح بخاری وہی جس کی احادیث معراج نبوی کی تعارض اور عدم وفا وحافظہ روایت مرزا قادیانی نے اپنے ازالے کے آخیر میں بامداد کتب روافض لکھے ہیں۔ سچ ہے صاحب غرض دیوانہ۔

قادیانی...... کھسیانا سا ہو کر! ہائے اس کمبخت نے وہ اشتہار کہاں سے دیکھ لیا۔ میں نے تو دفع الوقتی کے لئے یہ ڈھکوسلا بنایا تھا کہ کسی طرح ابن مریم کا زندہ ہونا اور مکرر آنا لوگوں کے خیال میں مشتبہ ہو جائے۔ لیکن جواب ندارد۔ ندامت نے پانی پانی کر دیا۔ دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا گیا۔

قادیانی کا شاگرد خاص ہم اعور وہم اعراج

حضرت اقدس (مرزا قادیانی) اس جاہل سے آپ کیا مغز خراشی فرماتے ہیں اور نہیں ضعف دماغ ہو جائے گا۔ جانے دو۔

مسلمان...... مسیح صاحب! جب آپ محدث ہیں تو نبی بھی ہیں۔ (توضیح المرام ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰) المحدث نبی والنبی محدث۔ یعنی محدث نبی ہے اور نبی محدث ہے۔ اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں محدث تو ہوں۔ لیکن نبی نہیں۔ یہ فقرہ کہیں مستی میں نکل گیا تھا؟

قادیانی...... بڑی جلدی سے طیش میں آ کر من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب۔

(ازالہ اوہام حصہ اول ص۱۷۸، خزائن ج۳ ص۱۸۵)

مسلمان...... جس کتاب میں یہ مصرعہ درج ہے اس کے عنوان پر حضور (مرزا قادیانی) مرسل یزدانی بنے بیٹھے ہیں اور پھر اس کے ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۴۶۳ پر جناب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی بشارت ''رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد '' کے مصداق خود بدولت بنے ہوئے ہیں۔ یہ مصرعہ اسے سنایئے جس نے آپ کا رسالہ ازالہ نہ دیکھا ہو۔ ورنہ دیکھنے والا آپ کا دھوکا کب کھاتا ہے۔ محدث ہونے کے مدعی فی الحال ہو۔ محدث اور نبی کو ایک ہی مانتے ہو۔ وحی والہام میں انبیاء کی ہمسری بلکہ بعض مکاشفات میں ان سے بڑھ کر ہونے کے مدعی ہو۔ خصوصاً ختم الرسل سے بھی دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج کی کیفیت سمجھنے میں زیادہ قابلیت رکھتے ہو۔ اب ادعائے نبوت میں کیا کسر ہے۔ ''انا النبی لا کذب '' نہ لکھا، یوں کہہ دیا۔ میں محدث ہوں والمحدث نبی اور یہی تو فرماؤ کہ رسول و نبی اور عامہ خلائق میں بجز وحی کس بات کا فرق ہے۔ بظاہر ''انما انا بشر مثلکم '' سے ثابت ہے کہ کچھ فرق نہیں۔ بجز یوحی الی، سو اس وحی میں آپ ان برگزیدوں سے کسی طرح کم نہیں رہتے۔ آپ کے مکاشفات اور کچھ حضرت عیسیٰ روح اللہ اور محمد رسول اللہ علیہما السلام سے بڑھ کر ہیں؟ آپ کے سامنے حضرت عیسیٰ کے معجزات یوں ہی کھیل تماشہ، لہو ولعب، سامری جادوگر کا بچھڑا۔ پھر یہ سب آپ کے نزدیک قابل نفرت۔ باوجود ان سب باتوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ نبی اللہ ہونے دیں اور اپنے لئے باوجود کمالات نبوت سے خالی رہنا گوارا کرتے ہوں ممکن نہیں۔ یہ انکار از نبوت محض دھوکا ہے۔ ناصر مرید برملا دعائیں کر رہے ہیں۔ اپنے مرسل کی مدد کرائے۔ خدا، حضور کا ازالہ بر سر عنوان بزبان حال پکار رہا ہے:

توی مامور رحمان قادیانی مرسل یزداں | توی مرزا غلام احمد از اولاد جنگیزاں
نذیرے آمدی از جانب حق اندریں دنیا | نگرد ندت قبول وحق کند صدق ترا تاباں
تنیورے آمدی سر تاپاز التقوا بیگم | نباشد والد روحانیت زانجا کے انساں
ترا بائست دعوائے نبوت برملا کردن | چہ حاصل زیں چنیں روباہ بازی بایت اے ناداں
توشیر نیستاں بیجائی آمدی ز اوّل | شغالے بودی وشیرے شدی ازخم صباغاں
چہ باک اندر چنیں عہدت کہ ہرکس دارد آزادی | نبوت جرم تعزیزی نباشد نزد قانون داں
مترس از شور وغوغائے مسلمانان کہ در اسلام | قلندر چوں تو بسیارد نمی ترسد کسے زیشاں
رسول احمد نبی اللہ ومرسل چوں بخود گفتی | رسولے نیستم گفتن بود کفر از تو در ایماں
مجدد ہم محدث بودی وحارث شدی آخر | نبی مرسل جری اللہ مسیح ومہدی دوراں
مکن کفران نعمتہا مگو مرسل نیم ہرگز | نبوت را رسالت را مدار اے بے خرد پنہاں
زچند الہام ووحیت یازدہ صفحات شد مشحوں | چرا گفتی نیا وردم کتابے از حق سبحاں

سراج خود بکن روشن کتاب مستبیں بنما — بہ جفر ورمل خود خودرا رسول غیب داں گرداں
بنائید ہبہ بہر کے دام طمع گستر — کے راہ حق دختر زمرگ ناگہاں ترساں
اگر باشد بہ زوجے شاد کام آں دختر نیکو — پس از سی ماہ روئے خود سیہ کن درغم ہجراں
بگوآں زن کہ زد جنگہا الہامش آوردم — بود حسب رضائے من کنوں در قبضۂ سلطاں
الا اے قادیانی حق شہواز سعدی ناصح — کہ الہام تو شدز احلام نفس ووحیت از شیطاں

اصل یوں ہے کہ مضمون سب تحریروں میں ادا ہو چکا ہے۔ مریدوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ اب ”لا الہ الا اللہ “ کے ساتھ قادیانی رسول اللہ لگانا باقی ہے۔ بڑھا آتھم کرتجن تیرے پندرہ ماہ رونے سے بھی نہ مرا۔ پر نہ مرا۔ سلطان محمد اڑھائی برس گزار کر خدا کے فضل سے زندہ ہے۔ عموائیل بشیر جو جہان کو روشن کرنے آیا تھا۔ تیرے گھر میں اندھیرا کر گیا۔ ان پے در پے کی مصیبتوں نے تجھ کو ادھر کی سوچنے نہ دی۔ ورنہ اب تک کلمۂ شہادت میں بھی کی ترمیم ہو گئی ہوتی۔ جناب رسول خدا ﷺ نے جو قبل از قیامت قریباً تیس کذاب دجالوں کے آنے کی خبر دی ہے۔ ان کا نشان یہی فرمایا ہے کہ وہ سب اپنے آپ کو رسول سمجھتے ہوں گے۔

یعنی یہ ضروری نہیں کہ اپنے آپ کو ہر جگہ صاف طور پر رسول اللہ کہیں بھی۔ خدا تعالیٰ کے غیب پر مطلع ہونے کے لئے اس آیت ”عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول “میں بھی رسول بن کر تجھ کو بجز روسیاہی اور کچھ نہ ملا۔ (آخیر کرامات) چھ ستمبر اور ۱۸؍ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے دن تجھ پر وہ لعنت برسی کہ اگر تو توبہ نہ کرے۔ تا قیامت تجھ سے علیحدہ نہ ہو گی۔ ورنہ روئے احادیث جس عیسیٰ کا مکرر آنا ثابت ہے۔ اس کا نبی اللہ ہونا ضروری ہے۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ ”لا نبی بعدی “ کی حدیث صاف کہہ رہی ہے۔ میرے بعد نبی ہونے والا کوئی نہیں۔ اب اگر وہی عیسیٰ نبی اللہ جو چھ سو برس پہلے نبوت ادا کر چکے ہیں۔ آجائیں تو حدیث کے ساتھ کوئی تعارض نہ ہوگا۔ لیکن اگر کوئی اور شخص عیسیٰ نبی اللہ بن کر آئے تو ”لا نبی بعدی “ غلط ہو جائے گی۔ یہ شخص تو عیسیٰ موعود بنتا ہے۔ اس لئے نبی اللہ ضرور ہوا اور اس عیسیٰ کے لئے تو کیا کسی کے لئے بھی جزئی نبوت کا تذکرہ کہیں نہیں فرمایا گیا، نبوت نبوت ہے۔ جزئی اور کلی تیرے اختراعی لفظ ہیں۔ ان کو اپنے گھر رکھ چھوڑ۔ جب تو سب اوصاف نبوت اپنے لئے تجویز کرتا ہے تو کم کس بات میں رہا۔ اس بات کا نام لے۔ یہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی شیطان کہے کہ میں زمین وآسمان کا خالق ہوں۔ سب کا رازق ہوں۔ سب کی موت وعبادت میرے ہاتھ میں ہے۔ لیکن میں اللہ نہیں ہوں۔ یونہی جزئی الوہیت مجھ میں ہے۔

قادیانی...... سلطان محمد سے اب میری تکذیب کرادو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ وہ ابھی عذاب کے قابل نہیں ہوا۔

مسلمان...... او بے حیا، بے شرم، کمبخت! بتا تو سہی سلطان محمد جو تیری الہامی زوجہ کو شرعی بیوی بنائے بیٹھا ہے اور اس سے صاحب اولاد بھی ہوگیا ہے۔ تیری کس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ خبیث ڈوب مر۔ اس کے اس تصرف پر بھی تو اس کو اپنا مکذب نہیں سمجھتا۔ لعنت اس بے حیائی پر۔ ہاں البتہ وہ تیری بے حیائی کی تصدیق ضرور کرتا ہے۔

قادیانی...... دیکھو ایسی سخت کلامی نہ کرو۔ تم گالیاں دیتے ہو، بہتان لگاتے ہو۔ اگر تم باز نہ آئے تو ابھی تمہارے حق میں ایک سخت منذر الہام نازل کردوں گا۔

مسلمان...... جناب فرمایئے جو گالی یا بہتان سرزد ہوا ہو وہ فرمایئے۔ کیا ازروئے الہام ''زوجنکھا'' نو دس برس سے وہ عورت آپ کی الہامی زوجہ نہیں ہو چکی۔ کیا اب وہ پانچ برس سے عزیز سلطان محمد کے گھر میں صاحب اولاد نہیں۔

قادیانی...... گو یہ سب کچھ درست ہے۔ لیکن تم ہم کو کیوں سناتے ہو۔ یہ ذکر سن سن کر ہماری روح سلب ہوئی جاتی ہے۔ کیا تم کو اس میں مزہ ہے۔ بس ہم سے سخت کلامی نہ کرو۔

مسلمان...... نہیں۔ مسیح قادیانی، یہ سخت کلامی حکمت سے خالی نہیں۔ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں۔ (ازالہ ص۲۹ تا ۳۱، خزائن ج۳ ص۱۱۷،۱۱۸) واشگاف اور علانیہ اپنے کفر و کینہ کو بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ خواب غفلت سے اس ٹھوکر کے ساتھ بیدار ہو جاتے ہیں۔ اس رسالت و نبوت کے خیال نے تجھ کو مسلمانوں کے نزدیک دجال ثابت کردیا اور اس سے تو رسول اللہ کی پیش گوئی کا مصداق بن گیا اور قریباً تیس دجالوں میں سے ایک شمار ہوا۔

سب مسلمان یونہی کہیں گے جب تک تو جیتے جی صاف طور پر ان خیالات سے اپنی توبہ شائع نہ کر دے۔ باقی رہا۔ صلیب مسیح و مرگ مسیح کا قصہ اس کو واقف مسلمان سب جانتے ہیں کہ تو نے یہ سید احمد خاں نیچری علی گڑھی کی تفسیر سے چرایا ہے اور نورالدین تیرے بظاہر مرید نے تجھ کو سکھایا ہے۔ البتہ تو نے اس میں خود مسیح و عیسیٰ بننے کے لئے کہیں کہیں کچھ بڑھایا ہے اور نیا لباس پہنایا ہے۔ خدا تعالیٰ تو قرآن میں فرمائے: ''ما صلبوہ'' یعنی یہودیوں نے عیسیٰ کو سولی نہیں چڑھایا اور تو کہے چڑھایا تو سولی پر جان نہیں نکلی تھی۔ یہ صرف اس لئے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی روایت غلط نہ ہو جائے اور علی گڑھی کی وحی جو بذریعہ نورالدین بھیروی تجھ پر نازل ہوئی ہے۔ آسمانی وحی سے جو بذریعہ جبرائیل امین محمد رسول اللہ پر اتری تھی رد نہ ہو جائے۔ ورنہ کوئی ضرورت اس نفی صلیب کے مقابل اثبات صلیب کی نہ تھی۔ آج تک مسلمانوں میں سے کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر لٹکنا بمقابلہ ماصلبوہ نہیں مانا۔ نیچری ناخلفوں کے سوا۔

رہا حضرت عیسیٰ کو تیرا مردہ کہنا اور ان کے بذات خود دوبارہ آنے سے انکار کرنا۔ اپنی اسی مٹری

بنی بودی براہین کو دیکھ لے۔ جس سے تو نے مسلمانوں کو فریب دیا ہے۔ تیرا صاف اقرار موجود ہے کہ میں ظلی طور پر راہ صاف کرنے آیا ہوں۔ حضرت عیسیٰ قرب قیامت میں جلال کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ یہ وہی براہین ہے جو تو نے اللہ کی طرف سے ملہم و مامور ہو کر لکھی تھی۔ صحیح بخاری میں ''انہ لعلم للساعة'' (بے شک وہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے لئے ایک نشان ہیں۔ قیامت میں ان کا پھر آنا ہوگا) کی تفسیر حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے۔ جس بخاری کی شہادت سے تو اپنے تئیں محدث بناتا ہے۔ اہل سنت کے لئے تو ایک کافی سند ہے۔ لیکن نیچری اس کو کیوں تسلیم کرنے لگے؟ حضرت حسن بصری ؒ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔ تفسیر ابن کثیر دیکھ لے۔ ان روایتوں کے سامنے تیرے احلام کو کون پوچھے؟

قادیانی...... کھسیانہ ہو کر۔ بس اب زیادہ بک بک نہ کرو۔ اگر کچھ حوصلہ ہے تو سب مسلمان مولوی میرے ساتھ مباہلہ کر لیں۔

مسلمان...... مسیح قادیانی غضب کرتا ہے۔ مرگ آتھم کی پیش گوئی سے چار پانچ روز پہلے امرتسر میں عبدالحق کے ساتھ تیرا مباہلہ ہی ہوا تھا یا کچھ اور۔

قادیانی...... ہاں مباہلہ ہی تھا۔

مسلمان...... پھر اور مباہلہ کیسا؟ بار بار مبارک؟ اب دیکھتا جا کیا کیا ہوتا ہے۔ کوئی پیش گوئی کر پھر دیکھ مزہ۔ نو سال مقرر گزر چکے اب عموائیل ضرور پیدا ہو چکا ہوگا؟ ان لڑکوں کو وہیں سے کسی کو مقرر کر دیکھ کہ فلاں وہ عموائیل بشیر ہے۔ لیکن گھر میں سے پہلے اجازت لے لینا۔ پہلے کی طرح دنگہ فساد نہ ہوتا پھرے۔

قادیانی...... یہ مولوی مجھ کو کافر، دجال، کذاب، ملعون، دوزخی کہنے سے باز نہیں آتے۔

مسلمان...... عبدالحق باز آ گیا؟

قادیانی...... نہیں باز تو وہ بھی نہیں آیا۔ وہ بڑا سخت دل ہے۔ میں نے اس کے حق میں کوئی بددعا نہیں کی تھی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۳، خزائن ج۱۱ ص۳۱۷) پہلے سے بھی تیز ہو گیا۔

مسلمان...... ارے بے شرم! تو کتنا بے حیا ہے۔ مباہلے میں اگر بددعا نہیں کی تھی تو کیا دعائے عافیت مانگی تھی۔ کمبخت! پھر کہے گا سخت کلامی کرتا ہے۔

قادیانی...... مباہلے میں تو جھوٹے پر لعنت کی تھی اور کوئی بددعا نہیں کی تھی۔

مسلمان...... عبدالحق تیرے نزدیک سچا تھا یا جھوٹا؟

قادیانی...... ہاں تھا تو جھوٹا ہی۔

مسلمان...... تو پھر تیرے مباہلے نے اس کا کیا بگاڑ دیا کہ تو اب اوروں کو دھمکاتا ہے۔

قادیانی...... اگر میں اللہ پر جھوٹ باندھتا ہوں تو اللہ مجھ کو جلدی سے ہلاک کیوں نہیں کر دیتا۔ خدا فرماتا ہے۔ ’’فمن اظلم ممن افتری علیٰ اللہ کذبا ‘‘ مجھ سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ خدا مجھ کو بیس برس سے مہلت دے رہا ہے۔ اس کی غیرت کیا کہتی ہے۔

مسلمان...... اس کی غیرت تو کہتی ہے کہ ابھی تجھ کو نیست کر دے۔ لیکن یا تو رحمت سفارش کر رہی ہے کہ شاید تجھ کو توبہ نصیب ہو جائے اور تو مسلمان بن جائے یا غضب دھکے دے رہا ہے کہ تو اچھی کامل طور سے قابل سزا ہو جائے۔

’’املی لھم ان کیدی متین ‘‘ پڑھ کر دیکھ لے۔ دیر گیر دسخت گیر دمرترا۔ اگر تو سچا ہے تو تیرے مقابلے والے سب سے بڑھ کر ظالم ہیں باقی حصہ آیت جس کو تو دانستہ حذف کر گیا ہے۔ ’’او کذب بایاتہ ‘‘ صاف کہہ رہا ہے۔ اب تو بتا کہ تیرے مقابلے والے جلد کیوں نہیں ہلاک ہو جاتے اور تو کہتا ہے پادریوں کا دجل سب سے بڑا ہے۔ یہی دجال اکبر ہیں ایسا دجل کرتے ہیں۔ جس سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اب تو بتا ڈیڑھ ہزار برس سے زیادہ گذر گیا۔ زمین وآسمان تو اس طرح قائم ہیں اور پادری روز بروز دنیاوی حیثیت سے ترقی پر ہیں۔ تیرے دجال اکبر جب ہلاک نہ ہوئے پھر اگر تجھ کو یہ بیس برس مہلت مل گئی۔ تو کیا ہوا کمبخت تو رسول ہی بناہ ہے فرعون نے خدا بن کر کتنی مہلت پائی تھی اور اس عیش میں تھا کہ اس کے خاکروب تجھ سے اچھے ہوں گے۔ دور کیوں جائیں ابلیس لعین جو تیرا ملہم اور رسول ساز ہے اور ایسے سب ظلموں کا منبع، اس کو قیامت تک کی مہلت ملی ہوئی ہے تو بیس پچیس برس کی مہلت سے غرور میں آ گیا۔ یہ تیری بے شرمی ہے۔ جو مہلت مہلت کہہ رہا ہے۔ جو پیشین گوئیاں تو نے اپنے معیار صدق وکذب قرار دی تھیں۔ وہ جھوٹی ہو چکیں اور تم جہاں نے اس کو آفتاب نصف النہار کی طرح دیکھ لیا۔ بجز چند بپر چشموں کے جنہوں نے آفتاب کی روشنی بھی نہیں دیکھی۔ کوٹلے اور لدھیانہ میں تیرے مرید معتقد بھی بن گئے ہیں کہ ہاں پیش گوئی حسب بیان پوری نہیں ہوئی۔ اب پیچھے سے تو خواہ کتنے ہی پرچے اڑائے۔ تیری ذلت کافی وانی ہو چکی۔ تیری رگ گردن قطع ہو چکی۔ اب تو اس ذلت میں خواہ اور بیس سال تڑپتا رہ ایک مسلمان سے مباہلہ کر کے تیری یہ نوبت ہوئی ہے۔ اب اور کیا چاہتا ہے۔

قادیانی...... بس میں تو اور مولویوں سے ضرور مباہلہ کروں گا۔ کم سے کم دس ہی سامنے آ جائیں۔ برس روز کے اندر ہلاک ہوں گے۔

مسلمان...... بے حیا! تیری چالاکیاں ہم خوب سمجھتے ہیں۔ برس روز تو یوں گزر جائے گا۔ ممکن ہے کہ اس میں سے بعض کی اجل مسمی ہی آ جائے۔ کسی کو کوئی اور تکلیف باذن الٰہی پہنچ جائے۔ اس کو تو اپنی طرف منسوب کرے کہ یہ ہمارے مباہلے کا اثر ہے اور جن کو کوئی نقصان پہنچے۔ ان پر بہ تعلیم شیطانی۔ یہ الزام

لگا دے کہ دل میں مجھ سے ڈر گئے تھے۔ اس لئے خدا نے عذاب روک لیا۔ تیرا گذشتہ قصہ آتھم سب کو یاد ہے۔ پھر تو ان کو قسمیں دے اور اس طرح دو چار برس اور گزر جائیں۔ آخر تجھے بھی مرنا ہے۔ اگر جلدی مر گیا تو چلو فیصلہ ہوا۔ مرتے کی ٹانگ کون پکڑے گا کہ حضور مخنث ذرا دیکھ جاؤ کیا ہوتا ہے اور اگر جیتا رہا تو پھر کوئی اور حیلہ سہی۔ آخر اوروں نے بھی مرنا ہے۔ جب کوئی مر گیا تو کہہ دیا۔ دیکھو مرا یا نہ مرا۔ تیری بیچائی کے مقابلے میں گذارہ مشکل۔ فرو ماندآ در چنگ از دبل تغلیب کندسیر بر بوئے گل۔ تیری دروغگوئی کی کوئی حد نہیں۔ مباحثہ لدھیانہ میں جھوٹ بولا کہ بخاری میں یہ حدیث ہے کہ قرآن سے حدیث کی تصدیق کیا کرو۔ جب کہا گیا کہ بخاری میں دکھا اور ہزار روپے لے۔ خبیث تو اٹھ کے بھاگ گیا۔ اس میں امام بخاری پر اتہام لگایا۔ جناب رسول اللہ پر بہتان باندھا۔ لیکن شرمندہ نہ ہوا۔ تیری روسیاہی کو سدا جہاں دیکھ چکا ہے۔ چھ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیرا منہ کالا ہو کر گلے میں لعنتوں کا ہار ایسا پڑا تھا کہ اگر اس کو تیری جنگ مقدس کا فوٹو کہیں تو بہت مناسب ہے۔ جا بے غیرت، بے حیا ہو چکا ہے کہ بیٹھ۔ کچھ شرم کر روٹی کے لئے اور فن اور فریب تھوڑے ہیں۔ تیرے ہم پیشہ بہت سے ہیں۔ جفار بے شمار ہیں۔ جوتشی پنڈت بکثرت میں کیا۔ ایسے دعاوی کئے۔ بغیر ان کو روٹی نہیں ملتی۔ ایسی گیدڑ بھبکیاں کسی مشرک کو سنایا کر۔ مسلمان تو اس پر ایمان رکھتے ہیں:

’’لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولٰنا وعلیٰ اللہ فلیتوکل المؤمنون‘‘

﴿ہمیں تو وہی پہنچے گا۔ جو ہمارے لئے اللہ نے لکھ رکھا ہے۔ وہ اللہ ہمارا مالک ہے اور اللہ ہی پر ایمان والوں کو بھروسا رکھنا چاہئے۔﴾

قادیانی...... مجھے تیرے حق میں ابھی ایک بڑا خوفناک الہام ہوا ہے۔

مسلمان...... دھت تیرے الہام کی...... ایسے الہام کو اپنے سیاہ نامہ میں لکھ رکھ۔ تو تو کہتا ہے میں جمالی طور پر آیا ہوں۔ تجھ میں یہ جلال کہاں سے آ گیا۔ شاید تو جلال ہے۔ جا اپنی غذا پیٹ بھر کر کھا اور میں پڑھتا ہوں۔ ’’حسبی اللہ ونعم الوکیل‘‘

۱۸ر نومبر ۲۰۱۶ء، مبلغین ختم نبوت کے کوئٹہ شہر میں نماز جمعہ سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرکزی جامع مسجد کوئٹہ میں نماز جمعہ کا خطاب فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے جامع مسجد صفا میں نماز جمعہ کا خطاب فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا قاضی احسان احمد نے بلوچستان کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ مطلع العلوم میں نماز جمعہ کا خطاب فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے مبلغ مولانا محمد یونس نے جامع مسجد عمر میں نماز جمعہ کا خطاب فرمایا۔

بین المسالک صوبائی امن کانفرنس اور قادیانی مسئلہ

مولانا اللہ وسایا

۲۹ر ستمبر کو لاہور رائل پام کنٹری ہوٹل میں ورلڈ کونسل آف ریلیجنز (عالمی مجلس ادیان) کے تحت ایک بین المسالک صوبائی امن کانفرنس منعقد ہوئی۔ ورلڈ کونسل ایک غیر ملکی این۔جی۔او ہے۔ جسے مبینہ طور پر ناروے سے سپانسر کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر جناب نعمان صاحب اس کانفرنس کے منتظم اعلیٰ اور داعی تھے۔ اس میں نہ صرف تمام مسالک کے نمائندگان شامل تھے بلکہ دیگر ادیان کے رہنمایان اور ہمارے مدارس کی تنظیمات کی نمائندگی کا بھی کنونشن کو اعزاز حاصل ہے۔ مسلم وغیر مسلم ایک سٹیج پر جمع تھے۔

گزشتہ کچھ مہینوں سے تسلسل کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کے ذاتی امتیاز اور اعزاز خاص ’’ختم نبوت‘‘ کے مسئلہ پر وار کئے جارہے ہیں۔ منکرین ختم نبوت کی حمایت میں برابر یہ آوازیں بلند ہورہی ہیں۔ پہلے ایک ٹی وی چینل سے مبشر لقمان صاحب قادیانیوں کی حمایت میں سرگرم رہے۔ پھر رمضان المبارک میں حمزہ عباسی نے قادیانی گروہ کی حمایت کا علم بلند کیا۔ ابھی ۷ستمبر کے پروگراموں کے سلسلہ میں پیمرا نے نوٹس جاری کئے جس میں اس پر برہمی کا اظہار کیا گیا تھا کہ ٹی وی پروگراموں میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی آئینی جدوجہد میں پارلیمنٹ کے فیصلہ کو کیوں اجاگر کیا گیا؟ کارپردازان پیمرا کے نزدیک عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ بھی فرقہ واریت ہے۔ اس جہالت مآبی پر کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے کرم فرمایا کہ متذکرہ تمام مرحلوں میں امت مسلمہ نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور قادیانیوں کی خلاف عقل ونقل حمایت کرنے والوں کو معذرت اور معافی کی ندامت سے نہال ہونا پڑا۔

قادیانی حمایت کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے رائل پام کی ورلڈ کونسل ریلیجنز کی کانفرنس میں بھی گوجرانوالہ کی تنظیم کار خیر پاکستان کے چیئرمین جناب ڈاکٹر عبدالماجد حمید المشرقی نے قادیانیوں کی حمایت میں وارفتہ ہوکر ’’کلمہ خیر‘‘ بلند کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنے کی اجازت دینا چاہئے۔ موصوف کا مندرجہ بالا ارشاد اگر تنظیم کار خیر کا ہے تو پھر تنظیم شر کے چیرمین کا کیا ارشاد گرامی ہوگا؟ اس سے اسلامیان وطن کو اندازہ کرلینا چاہیے کہ ملک عزیز کے ان نام نہاد دانشوروں کی سوچ کے دھاروں نے کیا رخ اختیار کررکھے ہیں۔ اس کانفرنس میں جناب مولانا زبیر عابد اور اہل حدیث رہنما مولانا زبیر احمد ظہیر نے اپنا احتجاج نوٹ کرایا اور کلمہ خیر کہا۔ لیکن پوری کانفرنس میں باقی تمام شرکاء اور رہنما خاموش رہے۔ سٹیج سیکرٹری صاحب نے قادیانیوں کی حمایت اور ختم نبوت کی حمایت کو اپنی اس مجلس کا حسن قرار

دیا۔ گویا دونوں کو یکساں قرار دیکر اپنی ڈیوٹی کو کما حقہٗ ادا کر کے کارِ خیر کے مستحق قرار پائے۔ سٹیج وانتظامیہ کی جانب سے اس پر ایک لفظ نہیں کہا گیا کہ مقرر نے قادیانیوں کی ناروا خلاف اسلام وخلاف قانون حمایت کر کے غلط کیا ہے۔ ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی پر زبان کو بند کر لینا کئی خدشات کا طوفان لئے ہوئے ہے۔

دنیا بھر میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مقام تدفین علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مثلاً برطانیہ میں جو وسیع و عریض جگہ مردوں کی تدفین کے لئے مختص ہوتی ہے۔ اس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے علیحدہ علیحدہ حد براری کر کے اختصاص وامتیاز کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہر جگہ ہے۔ خود پاکستان کے محکمہ مال کے کاغذات میں مسلمانوں کے مقام تدفین کو قبرستان لکھا جاتا ہے اور غیر مسلموں کے مقام تدفین کو مرگھٹ کہتے ہے۔ تو مسلمانوں کے قبرستان علیحدہ اور غیر مسلموں کے علیحدہ ہیں۔ ان تمام تر اصول وضوابط اور طریقہ کار کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی گنجائش پیدا کرنے کے لئے لب کشائی یا خود قادیانیوں کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کے لئے اصرار کرنا خود کو مسلمان ثابت کرنے کے تاثر کو قائم کرنا ہے جو آئین پاکستان کے یکسر منافی ہے۔ ذیل میں چاروں مذاہب کی فقہ کی کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے جس میں صراحت ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتے۔

اس کے لئے شرح المقاصد ج ۲ص ۲۲۸ اور فقہ حنفی کے معروف رہنما ابن نجیم مصری ؒ کی ’’الاشباہ والنظائر‘‘ ج ۱ص ۱۵۲، مولانا عبدالحئی لکھنوی ؒ کی اواخر کتاب الجنائز میں لم یدفن فی مقابر المسلمین کی صراحت ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ کتاب الجنائز، کتاب السیر، باب المرتدین میں بھی علامہ شامی ؒ نے یہی صراحت فرمائی ہے۔

فقہ مالکی کے نامور رہنما قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المالکی ؒ نے احکام القرآن ج ۲ص ۸۰۲ مطبوعہ بیروت میں متاولین کے کفر پر بحث کرتے ہوئے یہی صراحت کی ہے۔

فقہ شافعی کے علامہ نووی ؒ نے بھی شرح مہذب ج ۵ص ۲۸۵ میں لکھا ہے۔ لا یدفن الکافر فی مقابر المسلمین ولا مسلم فی مقبرۃ الکفار۔

فقہ حنبلی کے نامور رہنما علامہ ابن قدامہ المقدسی الحنبلی ؒ نے المغنی شرح کبیر ج ۲ص ۴۲۳ میں بھی یہی صراحت فرمائی ہے۔

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ شریعت کا متفق علیہ اور مسلّم مسئلہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں دفن کیا جا سکتا۔ شریعت اسلامی کا یہ مسئلہ اتنا صاف اور واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے کہ:

’’حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سروپا

حکایتیں لکھی گئی ہیں۔ وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہوسکتا ہے جب تک اسی زمانے کی کسی تحریر کے ذریعے سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور ان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔‘‘

(تحفۃ الندوۃ ص۳، خزائن ج۱۹ص۹۵)

اسی رسالے میں آگے چل کر لکھا ہے: ’’پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لئے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرض محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آئے۔ جس کو قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہوں، جس کی صفت میں لاریب فیہ ہے، جیسا کہ میں کہتا ہوں اور پھر یہ بھی ثابت ہوجائے کہ وہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا۔‘‘ (تحفۃ الندوۃ ص۷، خزائن ج۱۹ص۹۹)

مرزا غلام قادیانی کی ان دونوں عبارتوں سے تین باتیں واضح ہوئیں:

اوّل...... یہ کہ جھوٹا مدعی نبوت کافر و مرتد ہے۔ اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر و مرتد ہیں۔ وہ کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں۔

دوم...... یہ کہ کافر و مرتد کی نماز جنازہ نہیں اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔

سوم...... یہ کہ مرزا غلام قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے اور وہ اپنی شیطانی وحی کو... نعوذ باللہ... قرآن کریم کی طرح سمجھتا ہے۔

پس اگر مرزا قادیانی کے نزدیک بھی گزشتہ دور کے جھوٹے مدعیان نبوت اس کے مستحق ہیں کہ ان کو اسلامی برادری میں شامل نہ سمجھا جائے۔ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی۔ جس کا جھوٹا دعویٰ نبوت اظہر من الشمس ہے اور اس کی ذریت کا بھی یہی حکم ہے کہ نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔

اس شرعی مسئلہ کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کی حمایت کے لئے پیٹ میں مروڑ اٹھنا اور پھر تسلسل کے ساتھ اس کے دورے پڑنا یہ بلاوجہ نہیں۔ باعث خوشی ہے کہ مشرقی صاحب نے معذرت کرلی۔ وہ صرف کہنے کہلانے پر نہیں بلکہ اللہ رب العزت کے حضور بھی ندامت کا اظہار کریں کہ رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے باغی طبقہ کی حمایت حمیت اسلام اور غیرت دینی کے منافی ہے۔ مغربی این جی اوز کی چمک دمک کے لئے ہوٹلوں میں لاکھوں کے خرچہ سے یہ تقریبات اور ان میں قادیانیوں کی حمایت بلاوجہ نہیں۔ پردہ

زناری میں کون کون گھات لگائے بیٹھے ہیں؟ کاش اس تقریب کے حضرات کی پیشانی پر بھی چند قطرے ندامت وتاسف کے نمودار ہوجاتے تو انسب تھا۔

وضاحتی نوٹ: فقیر کا یہاں تک مضمون روزنامہ اسلام میں شائع ہوا۔ بعد میں جناب مشرقی صاحب دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ تشریف لائے۔ مولانا حافظ نعمان صاحب اور دوسرے رفقاء نے بھی فون پر رابطہ کیا۔ معلوم ہوا کہ سٹیج سے مقرر کی تردید ہوئی۔ پورے اجتماع نے اس تقریر کا برا منایا۔ ایک آدمی نے اس کو مستحسن نظر نہیں دیکھا۔ افسوس کہ مضمون لکھتے وقت راقم ان حقائق سے بے خبر تھا۔ پھر منتظمین سے رابطہ بھی نہ کیا۔ جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔ اگر میرے مضمون سے کسی مسلمان کی دل آزاری ہوئی ہے تو مجھے اس پر معذرت کرنے میں کوئی عار نہیں ہے۔ (فقیر راقم)

ختم نبوت کانفرنس جیکب آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جیکب آباد کے زیر اہتمام ۲۰ر نومبر کو مسجد علی المرتضیٰ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا تاج محمد چنہ، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ ختم نبوت سکھر اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ پروگرام کے آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع جیکب آباد کی مقامی جماعت کی تشکیل کی گئی۔ جو کہ ذیل میں مرقوم ہے۔ سرپرست: ڈاکٹر اے جی انصاری، نائب سرپرست: حاجی محمد امین سومرو، امیر: مولانا تاج محمد چنہ، نائب امیر اول: مفتی شبیر احمد سرکی، نائب امیر دوم: مولانا عبدالعزیز، ناظم: حافظ نیاز احمد بنگلانی، خازن مولانا شاہنواز، پریس سیکرٹری حافظ ظہور احمد سومرو۔ کانفرنس کا اختتام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا سے ہوا۔

ماہانہ درس ختم نبوت کہروڑ پکا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑ پکا کے زیر اہتمام ۶ر نومبر بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد صفیہ کہروڑ پکا میں ماہانہ درس قرآن بعنوان ختم نبوت منعقد ہوا۔ درس قرآن سے خصوصی بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ سب کو چاہئے کہ اپنے اردگرد کے ماحول پر خصوصی نظر رکھتے ہوئے قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ انشاء اللہ! وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایک بھی قادیانی نہیں ہوگا۔ قبل ازیں مولانا منیر احمد ریحان نائب امیر اول مجلس کہروڑ پکا، مولانا مفتی عبدالرحمٰن ناظم نشرواشاعت، اور مولانا محمد یعقوب نے بھی خطاب کیا۔ جب کہ حافظ محمد طاہر نے تلاوت کلام پاک اور حمد ونعت پیش کی۔ اس موقع پر عالمی مجلس کہروڑ پکا کے امیر مولانا غلام محمد ریحان، جنرل سیکرٹری محمد امیر ساجد، ناظم مالیات میاں محمد عمران، ختم نبوت یوتھ ونگ کے محمد عبداللہ، عمر فاروق بھی موجود تھے۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ و سن پیدائش مرزا قادیانی ۱۸۳۵ء؟

مولانا عبدالماجد شہیدی

مغربی دنیا میں مختلف علوم وفنون سے متعلق بیسیوں انسائیکلو پیڈیاز موجود ہیں۔ جوکہ اہل علم وتحقیق کے لئے مآخذ ومراجع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے ہاں ۲۴؍ضخیم جلدوں پر مشتمل ''اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' مزید برآں تکملہ، پنجاب یونیورسٹی کا وہ عظیم کارنامہ ہے جس پر جامعہ پنجاب بجا طور پر فخر کرسکتی ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی تکمیل وتدوین دنیائے اسلام میں اپنی نوعیت کا نقش اوّلین ہونے کی حیثیت سے نہ صرف جامعہ پنجاب بلکہ پاکستان کے لئے بھی نیک نامی کا باعث ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ علمی کام کرنے والوں کو تھوڑی سی محنت سے (اردو زبان میں) متعلقہ تمام معلومات یکجا مل جاتی ہیں۔ لیکن بہرحال یہ بھی اپنی جگہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی انسانی کاوش سہو ونسیان، لغزش وخطا سے مبرا قرار نہیں دی جاسکتی۔

گزشتہ دنوں جبکہ راقم الحروف ایک مقالہ کی تیاری کے سلسلہ میں اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی ورق گردانی کر رہا تھا تو دائرہ کی مختلف جلدوں میں تکرار کے ساتھ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کا سن پیدائش ۱۸۳۵ء پڑھ کر چونک پڑا۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی جلد۲، صفحہ۵۵۱ پر غلام احمد کے عنوان سے لکھا ہے: ''غلام احمد، مرزا قادیانی: بانی جماعت احمدیہ ۱۳؍فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴؍شوال بروز جمعہ قادیان ضلع گورداسپور بھارت میں پیدا ہوا۔ وفات ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔''

ایسا ہی جلد۲۴، صفحہ۳۴۵ پر بھی درج ہے کہ: ''غلام احمد مرزا: قادیانی (۱۸۳۵ء...... ۱۹۰۸ء) برعظیم پاک وہند کا ایک متنبی اور بانی جماعت احمدیہ۔''

آگے بریکٹ میں اشارہ دیا گیا ہے۔ (رک بآں، در تکملہ) جس کا مطلب ہے: ''رجوع کنید بآں جملہ در تکملہ'' حسب اشارہ تکملہ کی طرف رجوع کیا گیا۔ تو ''احمدیت کے عنوان سے'' تکملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد اول صفحہ۴۷۲ پر محترم ڈاکٹر محمود الحسن عارف جو اس وقت ۲۰۰۲ء میں تکملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مدیر اعلیٰ بھی تھے، کا تحریر کردہ مقالہ پڑھنے کو ملا۔ احمدیت کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''احمدیت: مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵ء...... ۱۹۰۸ء) کا قائم کردہ ایک فرقہ یا مذہب، جو اپنے بانی کے مختلف دعووں کی بناء پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کے ہاں بالاتفاق نیز حکومت پاکستان کے فیصلہ کے مطابق غیر مسلم تصور کیا جاتا ہے۔''

احمدیت (قادیانیت) کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فاضل مقالہ نگار لکھتے ہیں: ’’مرزا غلام احمد قادیانی، بانی جماعت احمدیہ کی پیدائش ۱۴رشوال ۱۲۵۰ھ / ۱۳فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ موضع قادیان ضلع گورداسپور (بھارت) میں ہوئی۔‘‘ (کتاب البریہ صفحہ۱۳۴ حاشیہ)

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں چار مقامات پر آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کا سن پیدائش ۱۸۳۵ء تحریر کیا گیا ہے جو کہ خلاف واقعہ ہے۔

انتہائی حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ فاضل مقالہ نگار جو کہ پی، ایچ، ڈی سکالر، تکملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مدیر اعلیٰ اور علمی حلقوں میں بڑے نیک نام ہیں۔ کس قدر غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے آنجہانی مرزا کی خودنوشت کتاب البریہ کے صفحہ ۱۳۴ کے حوالہ سے اس کی تاریخ پیدائش ۱۴رشوال ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۳رفروری ۱۸۳۵ء تحریر کر گئے ہیں۔

راقم آثم نے آنجہانی مرزا قادیانی کی خودنوشت کتاب البریہ جس کے صفحہ ۱۳۰ کے حاشیہ سے ’’ہمارے مختصر سوانح اور مقاصد‘‘ کے زیر عنوان مرزا قادیانی اپنی اور اپنے آباء واجداد کی سوانح وتاریخ نویسی کا آغاز کرتا ہے، کے صفحہ ۱۳۰ سے صفحہ ۱۹۰ تک کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ کہیں بھی مذکورہ تاریخ پیدائش ۱۳رفروری ۱۸۳۵ء کا ذکر تک نہیں پایا بلکہ اس کے بالمقابل مرزا قادیانی نے بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ اپنا سن پیدائش ۱۸۳۹ء/۱۸۴۰ء تحریر کیا ہے۔

چنانچہ آنجہانی مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔‘‘

(کتاب البریہ صفحہ۱۴۶، خزائن جلد۱۳، صفحہ۱۷۷ حاشیہ)

خامہ انگشت بدنداں ہے کہ مرزا قادیانی کی اس قدر صاف اور واضح عبارت کے ہوتے ہوئے مقالہ نگار موصوف مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش ۱۸۳۵ء کتاب البریہ کے حوالہ سے کیونکر تحریر کر گئے ہیں جس کا مذکورہ کتاب بلکہ مرزا قادیانی کی کسی بھی تصنیف میں نام ونشان تک نہیں؟۔

شاید قارئین کو خیال ہو کہ آنجہانی مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش ۱۸۳۵ء ہو، ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء آخر اس کو اتنا سنجیدہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔

تو اس بارے میں گذارش یہ ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعویٰ مہدویت، مسیحیت، نبوت ورسالت کی صداقت کے لئے بہت سی پیشگوئیاں کیں اور ان پیشگوئیوں کو اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا۔ جیسا کہ وہ لکھتا ہے: ’’ہمارا صدق وکذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ۲۸۸، خزائن جلد۵ صفحہ ایضاً)

من جملہ دیگر پیشگوئیوں کے ایک پیشگوئی مرزا قادیانی کی یہ تھی کہ اس کی عمر ۸۰ سال ہوگی۔

چنانچہ ۱۹۰۰ء میں مرزا قادیانی اپنے متعلق لکھتا ہے: ’’اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مرضوں کے انجام کی نظیریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افتراء پر جرأت کرسکتا ہے اور وہ کس بھروسہ پر کہتا ہے کہ میری عمر اسی (۸۰) برس کی ہوگی۔‘‘ (ضمیمہ اربعین نمبر۴ صفحہ۵، خزائن جلد۱۷، صفحہ۱۷)

۱۹۰۲ء میں جبکہ مرزا قادیانی کھل کر نبوت کا دعویٰ کر چکا تھا لکھتا ہے: ’’میرے لئے بھی اسی (۸۰) برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے۔‘‘ (تحفۃ الندوہ صفحہ۲، خزائن جلد نمبر۱۹ صفحہ۹۳)

اور اس پیشگوئی کو اپنی صداقت کا عظیم الشان نشان قرار دیتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

’’خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیشگوئی سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی یہ پیشگوئیاں کہ میں تجھے اسی (۸۰) برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا اور مخالفوں کے ہر ایک الزام سے تجھے بری کروں گا۔‘‘ (تریاق القلوب صفحہ۱۳، خزائن جلد۱۵ صفحہ۱۵۲)

اسی کتاب تریاق القلوب میں مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ: ’’کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔‘‘ (تریاق القلوب صفحہ۲۱۷، خزائن جلد۱۵، صفحہ۳۸۲)

’’اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر (۷۴) اور چھیاسی (۸۶) کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ۹۷، ۹۸، خزائن جلد۲۱، صفحہ۲۵۸)

اب غور طلب امر یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جسے مرزا قادیانی نے ہم سب کے لئے جو آئندہ زمانہ کے لوگ ہیں بن مانگے عظیم الشان نشان اور معجزہ قرار دیا تھا اس پیشگوئی کا انجام کیا ہوا؟۔

کیا مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی (۸۰) سال عمر ملی؟ یا بقول مرزا غلام قادیانی وحی کے ظاہر الفاظ کے مطابق چوہتر (۷۴) سال سے چھیاسی (۸۶) سال کے اندر اندر واقع ہوئی؟

مندرجہ بالا سوالات کا جواب بڑا واضح ہے کہ یہ امر فریقین قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان مسلم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی موت ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ واقع ہوئی اور خود مرزا قادیانی نے کتاب البریہ صفحہ۱۴۶ پر اپنا سن پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء متعین کر دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے باحوالہ ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق ان کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہو تو ۱۹۰۸ء تک کل عمر ۶۹ سال ہوئی اور اگر پیدائش ۱۸۴۰ء میں ہو تو مرزا غلام احمد قادیانی کی کل عمر ۶۸ سال ہوئی۔

کتاب البریہ کے مذکورہ حوالہ میں مرزا قادیانی نے یہ بھی وضاحت کر دی ہے کہ ۱۸۵۷ء میں وہ سولہ یا سترہ سال کے تھے۔ اس لحاظ سے بھی مرزا قادیانی کی پیدائش کا سن ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء قرار پاتا ہے۔ چنانچہ اگر مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۹۳۹ء میں ہو تو کل عمر ۶۹ سال اور اگر پیدائش ۱۸۴۰ء میں ہو تو کل عمر ۶۸ سال ثابت ہوتی ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ مذکورہ عظیم الشان پیشگوئی سو فیصد غلط ثابت ہوئی۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے محترم مقالہ نگار نے زیر بحث مقالہ کے آخر میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''اپنی جعلی نبوت کا بھرم رکھنے کے لئے آخری دنوں میں اس (مرزا قادیانی) نے کئی پیشگوئیاں کیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ بلکہ مخالفین کے بقول ہمیشہ الٹ ہوتا رہا۔''

(تکملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد۱، صفحہ۴۲۷)

بجا فرمایا! ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔ مرزا قادیانی کی اکثر پیشگوئیوں کا یہی حشر ہوا ہے۔

اگرچہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ''کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو۔ اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔''

(کشتی نوح صفحہ۶، خزائن جلد۱۹، صفحہ۶)

پھر ۸۰ سال کی عمر والی پیشگوئی کیوں خالی گئی؟۔ اس کا جواب خود مرزا قادیانی کی زبانی یہی ہو سکتا ہے کہ: ''مدعی کاذب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ۳۲۶، خزائن جلد۵، صفحہ ایضاً)

اسی لئے مرزا قادیانی کی زیر بحث ۸۰ سال عمر والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ لیکن اگر تکملہ کے محترم مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق آنجہانی مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش ۱۸۳۵ء تسلیم کر لی جائے تو مذکورہ سو فیصد جھوٹی پیشگوئی سچی ہونے کے قریب ہو سکتی ہے۔ جھوٹ کو سچ، رات کو دن، سیاہ کو سفید ثابت کرنا کیا ممکن ہے؟ شاید محترم ڈاکٹر صاحب نہیں جانتے کہ اس غلط کو صحیح اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے قادیانی زعماء و متکلمین نے کتنی قلابازیاں کھائی ہیں۔ تفصیل مطلوب ہو تو احتساب قادیانیت جلد۳، صفحہ۱۴۸ ار پر مولانا حبیب اللہ امرتسری ؒ کے رسالہ ''عمر مرزا'' کا مطالعہ مفید ہوگا۔

تکملہ کے مقالہ نگار ڈاکٹر عارف صاحب ماشاء اللہ بقید حیات ہیں ہم ان سے بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہماری گزارشات پر غور فرماتے ہوئے مذکورہ غلطی کی تلافی فرمائیں گے۔

ہم اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے موجودہ چیئرمین سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو قادیانی دجل وفریب سے بچانے کے لئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے آئندہ ایڈیشن میں اس غلطی کی اصلاح فرماتے ہوئے آنجہانی مرزا قادیانی کی درست تاریخ پیدائش ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء درج فرمائیں۔

قادیانیوں کو افواج پاکستان میں ہرگز بھرتی نہ کیا جائے

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

اسے مشورہ نہ سمجھئے بلکہ یہ ملک کی سالمیت واستحکام کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔ یہ ہر محب وطن کے دل کی آواز ہے۔ مملکت خداداد پاکستان عظیم خدائی نعمت ہے جو لاکھوں شہادتوں اور قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی۔ اس لئے یہاں بسنے والی قوم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملک کی امن وسلامتی اور ترقی وخوشحالی کے لئے اپنے جذبہ حب الوطنی کو زندہ رکھیں۔ جبکہ افواج پاکستان میں محض جذبہ حب الوطنی ہی کافی نہیں بلکہ اسلامی ملک کے مسلمان سپاہی ہونے کے ناتے جذبہ جہاد کا خوگر ہونا بھی ضروری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ افواج پاکستان وہ کرائے کے سپاہی نہیں جنہیں چند ٹکوں کے عوض سرحدوں کی حفاظت سونپی جائے بلکہ یہ شیر دل سپاہی اپنا ایمانی فریضہ سمجھ کر اسلامی ملک کی حفاظت کرتے ہیں۔ وطن کی محبت اور جذبہ جہاد کے بغیر کوئی شخص افواج پاکستان میں بھرتی ہونے کا قطعاً اہل نہیں۔ اگرچہ دیکھنے میں چاق وچوبند، کڑیل اور جیلا جوان ہی کیوں نہ ہو۔ تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ افواج پاکستان میں شمولیت اور اہلیت کا مدار وطن سے محبت اور جذبہ جہاد سے معمور ہونا ہے۔

آئیے! اس تناظر میں دیکھتے ہیں کہ قادیانی لوگ اس میرٹ پر پورا اترتے ہیں یا نہیں؟ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ قادیانی ملک پاکستان کے کھلے دشمن ہیں جس پر بہت سارے شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن سردست چند عرض کئے دیتا ہوں:

قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا اعترافی بیان موجود ہے کہ: ”یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہوجائیں۔“ (الفضل، ربوہ، ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

دوسری تاریخی شہادت ملاحظہ فرمائیے! قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر کا بیان جو انہوں نے ۱۹۸۵ء میں لندن کے سالانہ جلسے پر کیا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ آپ (قادیانی) بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں (قادیانی) خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہوگیا ہے۔“ ان تاریخی ثبوتوں سے ان کی پاکستان دشمنی اور اکھنڈ بھارت کا نظریہ بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ کیا اس نظریئے سے جذبہ حب الوطنی کا سینہ بے دردی سے چاک نہیں ہورہا اور کیا اس سوچ اور فکر کے لوگ پاکستان کی افواج میں شامل ہونے کے کسی طور بھی اہل ہوسکتے ہیں؟

اس کے بعد آتے ہیں دوسری بات کی طرف کہ افواج پاکستان جذبہ جہاد کی خوگر ہے۔ جبکہ قادیانیوں کے ہاں جہاد کرنا حرام ہے جس جذبے کی بنیاد پر پاکستان کا فوجی ’’مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی‘‘ کا مصداق بنتا ہے۔ قادیانی اس کو حرام سمجھتے ہیں۔ چند شواہد پیش خدمت ہیں:

مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ: ’’میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۱۹)

☆...... ’’دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۸)

☆...... ’’آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔‘‘ (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص ب، خزائن ج ۱۶ ص ۱۷)

☆...... ’’ہر شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔‘‘ (ضمیمہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۸)

☆...... ’’آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج دوم ص ۳۰۸)

☆...... ’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

ایک مقام پر کہتا ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑوہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

ایسے بدبخت شخص کو نبی تسلیم کرنے والوں کے دلوں میں بھلا جذبہ جہاد کیسے ہوسکتا ہے؟ اور یہ کیسے پاکستان کی حفاظت کریں گے۔ بلکہ وطن اور اسلام دشمنی میں جیسے پہلے برطانوی سامراج سے اپنی وفا کی پینگیں بڑھائیں تھیں اب بھارتی سورماؤں سے بڑھائیں گے اور خصوصاً اب جبکہ پاکستان کو مخلص، ایمان دار، محب وطن اور جذبہ جہاد سے سرشار جوانوں کی ضرورت ہے تو اس حالات میں عقلاً، شرعاً، اخلاقاً اور قانوناً کسی طور بھی یہ غداران وطن اور دشمنان اسلام قطعاً اسلامی ملک کی فوج اور یہاں کے کسی بھی ادارے میں اعلیٰ، متوسط اور ادنی الغرض کسی بھی عہدے پر ہرگز ہرگز نہیں آسکتے۔

امت مسلمہ کی خدمت میں ایک اور تحفہ یادگار

قاری محمد شاہ نقشبندی

’’چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ‘‘ میں مورخ تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے ۹۴۴ گلوں کا انتخاب فرمایا ہے۔ یہ وہ گل ہیں جنہوں نے اپنی روحانی، علمی، ذہنی، جسمانی توانائیوں کو آقائے نامدار، خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ ﷺ کے وصف خاص ’’خاتم النبیین‘‘ کے تحفظ کے لئے وقف کیا۔ قید وبند کی صعوبتوں سے لے کر دار ورسن تک گئے۔ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے لگاتے انہوں نے اپنی جوانیاں قربان کر دیں۔ مولانا اللہ وسایا نے ان کے مشک بھرے تذکرے قلم بند کر کے ان کو خراج تحسین پیش کر کے ان کے عزم وحوصلہ کی ایمان بھری داستانوں کو احاطۂ تحریر میں لا کر بیسویں صدی کے بہادروں، جانثاروں، سرفروشوں، ایمانداروں کے تذکرے رقم کر کے اکیسویں صدی کے لوگوں کے ہاتھ میں شمع فروزاں دے دی ہے کہ لو! کام کرنے والوں نے اس طرح کام کر کے اپنے ایمان کو بھی بچایا اور دوسروں کے ایمان کے بچاؤ کے لئے انتظام کیا ہے۔ تم بھی اپنی ایمانی جرأت کو بیدار کرو اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے تاج وتخت ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آگے بڑھو۔

مولانا اللہ وسایا کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت تقریر وتحریر پر کامل عبور دیا ہے۔ وہ مسئلہ ختم نبوت پر تقریر کریں تو حب رسول ﷺ کے جذبات دل میں مچل مچل جاتے ہیں اور جب وہ اسی کو تحریر میں لائیں تو روح کو فرحت وانبساط حاصل ہوتا ہے۔ وہ منصب رسالت پر گفتگو کریں تو دلوں میں منصب رسالت کی عظمت روشن ومنور ہو کر جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ وہ تحفظ ختم نبوت کے لئے صدیق اکبرؓ کے کارکنوں کو ذکر کرتے کرتے دور حاضر تک آ پہنچتے ہیں۔ جس میں عشاق نبوی نے نئی نئی داستانیں رقم کی ہیں، تو ایمان پر بہار آ جاتی ہے۔

مولانا اللہ وسایا نصف صدی سے زائد عرصۂ زندگی تحفظ ناموس رسالت وختم نبوت کے محاذ پر گزار چکے ہیں۔ وہ اکابرین تحفظ ختم نبوت کی زندہ نشانی ہیں۔ انہوں نے احتساب قادیانیت کی ۶۰ جلدوں میں گزشتہ ایک سو سال کی محنت وکاوش کو یکجا کر کے امت مسلمہ پر عظیم علمی وقلمی احسان کیا ہے۔ تبارك الله !

ماشاء اللہ! تحریر میں سادگی، خلوص، محبت، درد وسوز اور گہرا عشق پایا جاتا ہے۔ قاری پر بے ساختہ رقت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھوں کو باوضو کر کے اس تذکرے کو پڑھنا پڑتا ہے۔ چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ بانی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ، مولانا تاج محمود ؒ، مناظر اسلام

مولانا لال حسین اختر ؒ، شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ، خواجہ خواجگان مولانا خان محمد ؒ کے تذکرے بطور خاص پڑھنے کے قابل ہیں۔

مولانا اللہ وسایا نے یہ علم، یہ تحریر، یہ تقریر مدارس اسلامیہ کی خوشہ چینی سے حاصل کئے ہیں۔ آج کل پرویز رشید حکومتی ذمہ داریوں سے فارغ کردیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب آج کل ان تک پہنچ جائے تو ان کے لئے سرمہ چشم بصیرت ہوگی۔ انہیں بھی اندازہ ہوجائے گا کہ مدارس اسلامیہ میں کیسے کیسے گل سر بعد پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی تحریر میں جرأت، سچائی، دانش، ملی غیرت، دینی حمیت، نبوی محبت، ادبی چاشنی، منظر کشی کس بلند معیار کی پائی جاتی ہے۔ شاید مدارس اسلامیہ کے بارے ان کا ذہن درست ہوجائے۔ کیونکہ وہ اپنے دور وزارت میں مدارس کے بارے میں کچھ کا کچھ کہتے رہتے تھے۔

کتاب کو خوب پذیرائی ملی ہے۔ عشاق نے ہاتھوں ہاتھ خریدی ہے اور ہر کوئی اپنی لائبریری کو ’’چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ‘‘ سے سجانا چاہتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم مولانا اللہ وسایا کو مزید ایسے کارنامے سرانجام دینے کی توفیق عطاء فرمائیں اور ان کا سایہ ہم خدام تحفظ ختم نبوت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین بحرمت سید خاتم النبیین ﷺ!

ختم نبوت کانفرنس سبی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیراہتمام جامعہ اسلامیہ مفتاح العلوم سبی میں ۱۸؍نومبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سبی کے امیر اور ڈسٹرکٹ میونسپل کمیٹی سبی کے چیئرمین حاجی محمد داؤد رند نے کی اور مہمان خصوصی اور کانفرنس کی سرپرستی اور نگرانی جمعیۃ علماء اسلام سبی کے امیر مولانا عطاء اللہ نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس، جمعیۃ علماء اسلام سبی کے امیر مولانا عطاء اللہ، مولانا محمد یحیٰی، حافظ عبدالحیٔ نے خطاب فرمایا۔

ختم نبوت کانفرنس بھاگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیراہتمام جامعہ مدینۃ العلوم بھاگ میں ۱۹؍نومبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت جمعیۃ علماء اسلام بھاگ کے رہنما اور جامعہ مدینۃ العلوم بھاگ کے مہتمم مولانا سید محمد ارشد شاہ نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس نے خطاب کیا اور آخر میں مولانا سید محمد ارشد شاہ نے علماء کرام کا شکریہ اور اختتامی دعا فرمائی۔

حیرت انگیز معلومات

المرسل: حافظ عتیق الرحمٰن

اللہ کے حروف چار ہیں	رسول کے حروف چار ہیں
محمد کے حروف چار ہیں	محمدؐ کے دوست بھی چار ہیں
نبوت کے حروف چار ہیں	قرآن کے حروف چار ہیں
مسجد کے حروف چار ہیں	کلمہ کے حروف چار ہیں
نماز کے حروف چار ہیں	روزہ کے حروف چار ہیں
زکوٰۃ کے حروف چار ہیں	جہاد کے حروف چار ہیں
سورج کے حروف چار ہیں	چاند کے حروف چار ہیں
زمین کے حروف چار ہیں	سمتیں بھی چار ہیں
مشرق کے حروف چار ہیں	مغرب کے حروف چار ہیں
شمال کے حروف چار ہیں	جنوب کے حروف چار ہیں
کعبہ کے حروف چار ہیں	زمزم کے حروف چار ہیں
نکاح کے حروف چار ہیں	طلاق کے حروف چار ہیں
دنیا کے حروف چار ہیں	آخرت کے حروف چار ہیں
بہشت کے حروف چار ہیں	جہنم کے حروف چار ہیں
بڑے فرشتے بھی چار ہیں	آسمانی کتابیں بھی چار ہیں

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... ادارہ

ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن جدون اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات: مرتب: پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد: صفحات:۱۸۶: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبہ حامدیہ نواں شہر ایبٹ آباد!

جناب ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن جدون بریگیڈیئر ریٹائرڈ ایک نامور، محقق، عالم دین اور بہت ساری کتابوں کے مؤلف و مصنف تھے۔ آپ نے اپنے عہد میں بہت گرانقدر خدمات دینیہ سرانجام دیں۔ جو تاریخ میں ایک سنہرے باب کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ آپ کے ایک نامور شاگرد پروفیسر بشیر حسین حامد (ڈبل ایم اے) نے اپنے استاذ کی ان خدمات پر خامہ فرسائی اور کوہ پیائی کی اور تحقیق کی چوٹی کو سر کرلیا۔ اسی کاوش کا نام یہ کتاب ہے۔ طباعت کی تمام خوبیوں کی حامل ہے۔ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے دلچسپ ہے۔

فقہ الاطفال جلد اول، دوم: مصنف: ڈاکٹر محمد حبیب اللہ قاضی: صفحات: جلد اول ۲۷، جلد دوم ۳۶۲: قیمت: جلد اول ۷۰ روپے، جلد دوم ۳۲۰ روپے: ملنے کا پتہ: ادارۃ التحقیق والتصنیف مدرسہ تحفیظ القرآن والتجوید جامع مسجد کی گل بہار نمبر۴ پشاور!

بچوں کے لئے ترجیحی نصاب ترتیب دینے میں بچوں کی نفسیات اور ان کی ذہنی سطح کا لحاظ رکھنا ضروری امر ہے جس کا لحاظ مذکورہ کتب میں حتی الامکان رکھا گیا ہے۔ جتنا مشکل امر تھا اتنا ہی سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بچوں کے عقائد و ایمانیات، اعمال و مسائل، ضروری اور مختصر دعاؤں کا بہترین انداز اختیار کیا گیا ہے۔ مبادیات کو راسخ کرانے کے لئے دو دوستوں، دو سہیلوں اور استاذ شاگرد کو فرض کر کے مکالمات کی صورتیں اختیار کی گئی ہیں جو مذکورہ کتب کا دلچسپ اور امتیازی وصف ہے۔ پہلی جلد میں چار حصے اور دوسری جلد میں چھ حصے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ پہلی جلد ناظرہ اور قاعدہ پڑھنے والے بچوں کے لئے جب کہ دوسری درجہ تحفیظ کے بچوں کے لئے مرتب کی گئی۔ مذکورہ کتب بچوں، بچیوں اور بڑوں کے لئے یکساں مفید ہیں۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ ؒ اور مولانا عبدالقیوم حقانی کی تقاریظ اور تحسین سے کتب کی افادیت میں مزید اضافہ ہے۔ کتب کا کاغذ معیاری اور ٹائٹل خوبصورت چہار رنگ میں ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس پشین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد پشین میں ۱۲ر نومبر ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا قاضی احسان احمد تھے۔ کانفرنس کی صدارت مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا قاضی ہمایوں صاحب نے کی۔ جامعہ اسلامیہ مفتاح العلوم کے شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ، مولانا موسیٰ گل، مفتی عبدالرحمن اور صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس نے بھی خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس مستونگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام ٹاؤن کمیٹی ہال مستونگ میں ۱۳ر نومبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت جمعیۃ علماء اسلام کے سینئر مفتی عبدالستار اور تبلیغی جماعت مستونگ کے امیر مولانا عبدالسلام نے یکے بعد دیگرے فرمائی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا قاضی احسان احمد، صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس، مولانا قاری سعید الرحمٰن فاروقی، مفتی جلیل احمد اور تبلیغی جماعت مستونگ کے امیر مولانا عبدالسلام نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس چمن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام شیخ الحدیث علامہ عبدالغنی شہید ؒ کے گلشن الجامعہ الاسلامیہ علامہ عبدالغنی ٹاؤن چمن میں ۱۷ر نومبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت جانشین علامہ عبدالغنی ؒ شیخ الحدیث حافظ محمد یوسف نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض معروف نعت خواں محمد عمر کدیوال نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک بلوچستان کے مشہور قاری جناب قاری سہیل احمد ترین اور نعتیہ کلام حافظ عطاء اللہ نے پیش کیا۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس، جمعیۃ علماء اسلام چمن کے امیر مولانا عبدالخالق، قاری جنید احمد فردوسی، مفتی ثناء اللہ، مولانا محمد صادق نے خطاب کیا۔ جب کہ کانفرنس کا آخری خطاب شیخ الحدیث حافظ محمد یوسف نے کیا اور سامعین کو پشتو زبان میں تمام حضرات کے بیانات کا خلاصہ سمجھایا۔

ختم نبوت کانفرنس راوی روڈ لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، یونٹ راوی روڈ، لاہور کے زیراہتمام سالانہ تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس قذافی چوک کریم پارک راوی روڈ لاہور میں منعقد ہوئی، کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے امت کے تمام طبقات نے بھرپور انداز میں شرکت کی، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے۔تمام مسلمانوں کو اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جذبہ صدیقی سے سرشار ہوکر میدان عمل میں نکلنا ہوگا۔قادیانی ایک سازش کے تحت 1973ء کا دستور ختم کرا کر خود کو پھر سے مسلمان تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔حکمرانوں نے اسلام، مسلمان اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں سے نہ صرف آنکھیں بند کر رکھی ہیں بلکہ انکی سرپرستی کر رہے ہیں قوم اور حکمرانوں کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہیے کہ قادیانی اسلام، مسلمان اور پاکستان کے لیے یہود وہنود سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مجلس لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن،، عالمی مجلس لاہور کے سرپرست مولانا محمد نعیم الدین، معروف خطیب مولانا شاہنواز فاروقی، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، عالمی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، حافظ محمد عادل عباسی وائس چیئرمین کریم پارک، مولانا محبوب الحسن طاہر، بھائی محمد حامد بلوچ، قاری عبدالعزیز، قاری غلام عباس، قاری محمد یٰسین، مولانا محمد عابد، مولانا محمد علی، نعمان ملک، بھائی محمد یونس، بھائی عبدالولی، رانا قیصر، حافظ ذوالفقار، مرزا عمر بیگ، ناصر ادریس، حکیم ارشاد حسین، کاشان مرزا، بھائی مسلم بلوچ، بھائی محمد وقاص، سمیت متعدد دینی ومقتدر شخصیات نے شرکت وخطاب کیا۔کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ اندرون ملک وبیرون ممالک کی کئی عدالتوں نے قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت کردی ہے اسرائیل اور مرزائیل دونوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔مولانا نعیم الدین نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ یورپی ممالک کا تربیت یافتہ، اسرائیل کا ایجنٹ اور صیہونی قوتوں کے مفادات کیلئے پیدا کیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت وملت اسلامیہ کیلئے ناسور اور اسلام وایمان کیلئے زہر قاتل ہے۔

ختم نبوت کانفرنس شیخوپورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد عیدگاہ میں بازار میں منعقد ہوئی۔کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے امیر مولانا مفتی شاہد مسعود، معروف خطیب مولانا شاہنواز فاروقی، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم مجلس تحفظ ختم نبوت سٹی کے امیر مولانا میاں مشرف حسین، جامعہ فاروقیہ کے شیخ الحدیث مولانا قاری عبیدالرحمٰن، جامع مسجد عیدگاہ کے خطیب مولانا ضیاء الرحمٰن، جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا امتیاز احمد کاشمیری، چوہدری محمد شفقت، قاری محمد ابوبکر، مولانا محمد اسلم، مولانا سید محمد اسحٰق کاظمی، بھائی تجمل حسین شاہ سمیت کئی ایک نے شرکت کی اور خطاب کیا۔کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی اساس اور بنیاد ہے، ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہمارا مذہبی اور آئینی فریضہ ہے ہر قیمت پر تحفظ کریں گے۔منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے خلاف ہماری آئینی وقانونی جدوجہد جاری رہے گی انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے دہشتگردی کی ابتدا قادیانیوں نے کی۔حکومت کا قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ فزکس ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے منسوب کرنا اسلام اور وطن عزیز کی نظریاتی اساس کی خلاف ورزی ہے حکومت فی الفور یہ فیصلہ واپس لے عقیدہ ختم نبوت اسلام میں خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے۔مولانا مفتی شاہد مسعود نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام نے ہمیشہ اسمبلی کے اندر اور باہر قائدانہ کردار ادا کیا ہے۔جب تک جمعیۃ علماء اسلام اسمبلی کے اندر موجود ہے کوئی مائی کا لال اسلام کے منافی کوئی قانون پاس نہیں کرسکتا اور نہ کوئی قادیانیت کے متعلق قوانین ختم کرسکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ سندھ اسمبلی کا منظور کردہ پروٹیکشن آف منیارٹی بل قرآن وحدیث اور آئین پاکستان کے خلاف ہے حکومت سندھ فی الفور خلاف اسلام بل واپس لے۔مولانا شاہنواز فاروقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا کام قربت خداوندی حاصل کرنے کے مترادف ہے، جب تک ایک بھی منکر ختم نبوت اس دھرتی پر موجود ہے ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالنعیم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی یہ اسلام فرقہ نہیں بلکہ یہ ایک فتنہ ہے جس نے انگریز کے کہنے پر ختم نبوت کے عظیم محل میں نقب لگانے کی کوشش کی ہے، اللہ جزائے خیر عطا کرے ہمارے اکابرین کو جنہوں اس گروہ کا ہر سطح پر مقابلہ کیا تا آنکہ 7 ستمبر 1974 کو انکو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

شان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوریؒ اچھرہ لاہور

عشق رسول مسلمانوں کیلئے سرمایہ ایمان ہے۔ پیغام رسالت کو سمجھنا محبت رسول کا تقاضا ہے۔ حضور نبی کریم کی ذات وجہ تخلیق کائنات ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں سیرت طیبہ مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ماہ ربیع الاوّل کے بابرکت ایام ہمیں سیرت رسول پر عمل پیرا ہونے کا درس دیتے ہیں۔ حب رسول دین حق کی شرط اوّل ہے۔ رحمت عالم کے ذکر سے ایمان کو جلا ملتی ہے اور سینے منور ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم کے ساتھ اپنی جان، اولاد اور مال سے زیادہ محبت کئے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ امت مسلمہ کی فلاح کا انحصار اسوہ رسول کو اپنانے میں ہے تعلیمات نبوی میں ہی دور جدید کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔: مسلمان سنت رسول ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں تو انھیں دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی ان خیالات کا اظہار جانشین امام الھدیٰ مولانا ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء، مولانا شاہنواز فاروقی، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن، مولانا قاری علیم الدین شاکر، پیر میاں محمد رضوان نفیس، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد عابد و دیگر علماء کرام نے جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری اچھرہ لاہور میں سالانہ شان مصطفیٰ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء نے کہا نبی ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اسلام اور پاکستان سے وفا کی جائے ذکر نبی ﷺ کے ساتھ فکر نبی ﷺ کو زندہ کرنا ہوگا۔ مسلمان سنت رسول ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں تو دنیا کی کوئی طاقت انھیں شکست نہیں دے سکتی کہا کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا تذکرہ کرنا ایمان کی علامت ہے ربیع الاول کے مقدس مہینے میں مسلمان عملی طور پر اسلام کے ماتحت زندگی گزارنے کا عزم کریں کانفرنس میں ملک عزیز کے معروف نعت خوان حافظ محمد ابوبکر کراچی، مولانا شاہد عمران عاقی، طاہر بلال چشتی، مولانا قاسم گجر، معروف قراء قاری محمد ادریس آصف، قاری سید انوار الحسن شاہ اور دیگر نے شرکت۔ شان مصطفیٰ کانفرنس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی، پروگرام اذان فجر تک جاری رہا۔ کانفرنس کے آخر میں قرعہ اندازی کے ذریعے پانچ خوش نصیبوں کو عمرہ کے ٹکٹ بھی دیے گئے۔ کانفرنس کے میزبان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری علیم الدین شاکر تھے۔ کانفرنس میں متعدد قراردیں بھی منظور کروائی گئیں کہ حکومت قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے فزکس کے شعبے کا نام عبدالسلام قادیانی سے منسوب ختم کرکے ڈاکٹر عبدالقدیر کے نام پر منسوب کرے، چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں ہرگز واپس نہ کیے جائیں۔ حکومت سندھ خلاف اسلام بل واپس لے۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

ختم نبوت انعام گھر لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شادی پورہ لاہور کے زیراہتمام سالانہ ختم نبوت انعام گھر آغاز میرج ہال پاکستان منٹ جی ٹی روڈ لاہور میں منعقد ہوا۔ انعام گھر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، معروف مصنف محمد متین خالد، انجمن تاجران اعظم مارکیٹ کے صدر میاں محمد داؤد، پیر رضوان نفیس، قاری جمیل الرحمٰن اختر، قاری ظہور الحق، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، قاری عبدالعزیز، تاجر میاں محمد شفیق، میاں حاجی فریاد، میاں محمد اختر بٹ، مولانا سبحان محمود، حافظ عبداللہ سیت سکولز، کالجز، اکیڈمیز اور دینی مدارس کے طلباء اور علماء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ختم نبوت انعام گھر سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کی بنیاد اور مسلمانوں کی شناخت ہے۔ قادیانیت امت مسلمہ کی فکری وحدت کے خلاف گہری سازش ہے۔ اسلام اور قادیانیت کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے قادیانیت اسلام سے متوازی ایک فتنہ ہے تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے دفاع کے لیے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر اور امت کے تمام طبقات نے ہمیشہ اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کیا ہے قادیانیت کو نظرانداز کرنا امت مسلمہ کی سنگین غلطی ہوگی۔ قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کررہے ہیں۔ قادیانی جہاد کے منکر ہیں۔ قادیانیت انگریز کا لگایا ہوا پودا ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ قادیانی اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کررہے ہیں۔ قادیانی اسلام کے باغی اور پاکستان کے غدار ہیں۔ قادیانی جہاد کے منکر ہیں۔ قادیانیوں کے عقائد و نظریات کفریہ ہیں۔ مولانا خالد محمود نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کے بغیر دعویٰ ایمان نامکمل ہے۔ ختم نبوت کے باغیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ختم نبوت انعام گھر میں آسان سوالات کے درست جوابات دینے والوں کو قیمتی انعامات سے نوازا گیا متین خالد نے احسن انداز میں کمپیرنگ کی اور سامعین کو خوب محظوظ کیا۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

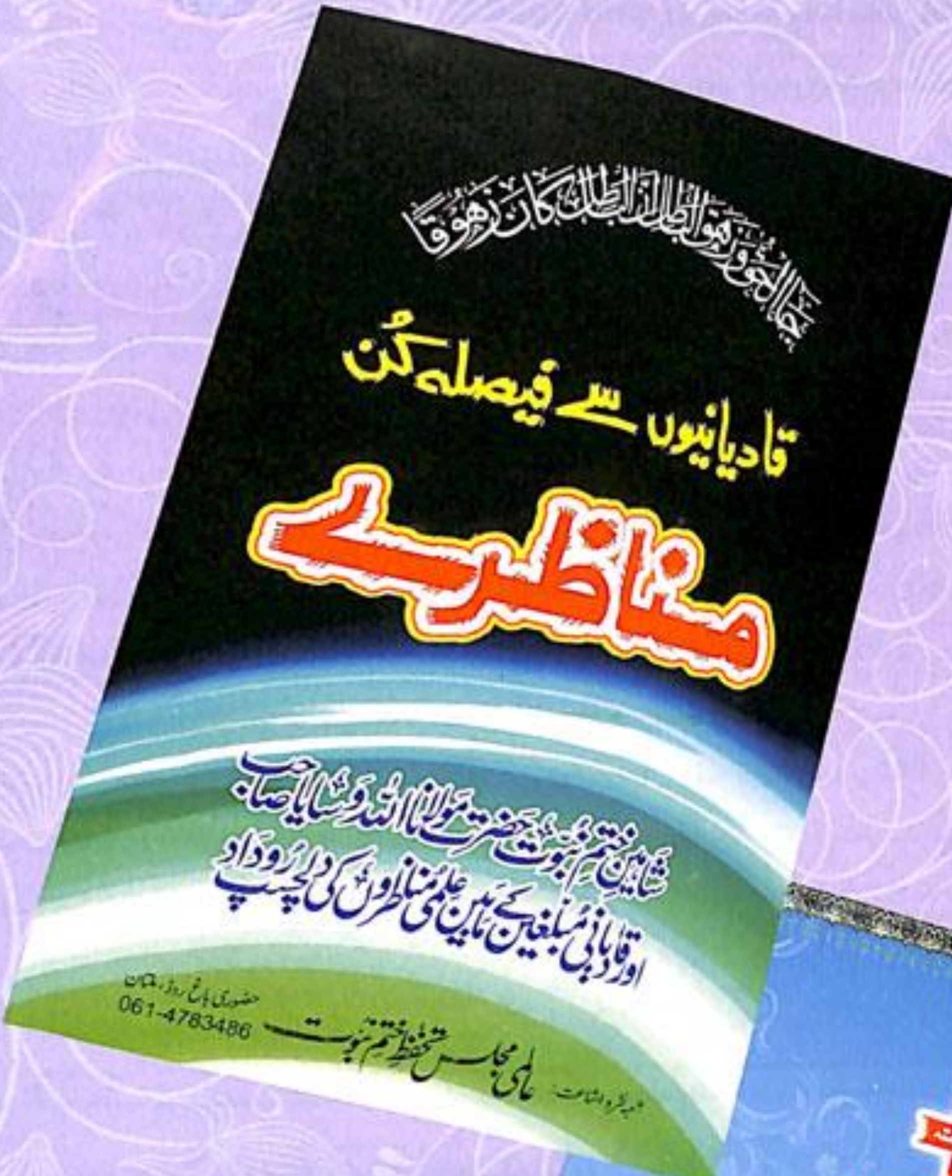

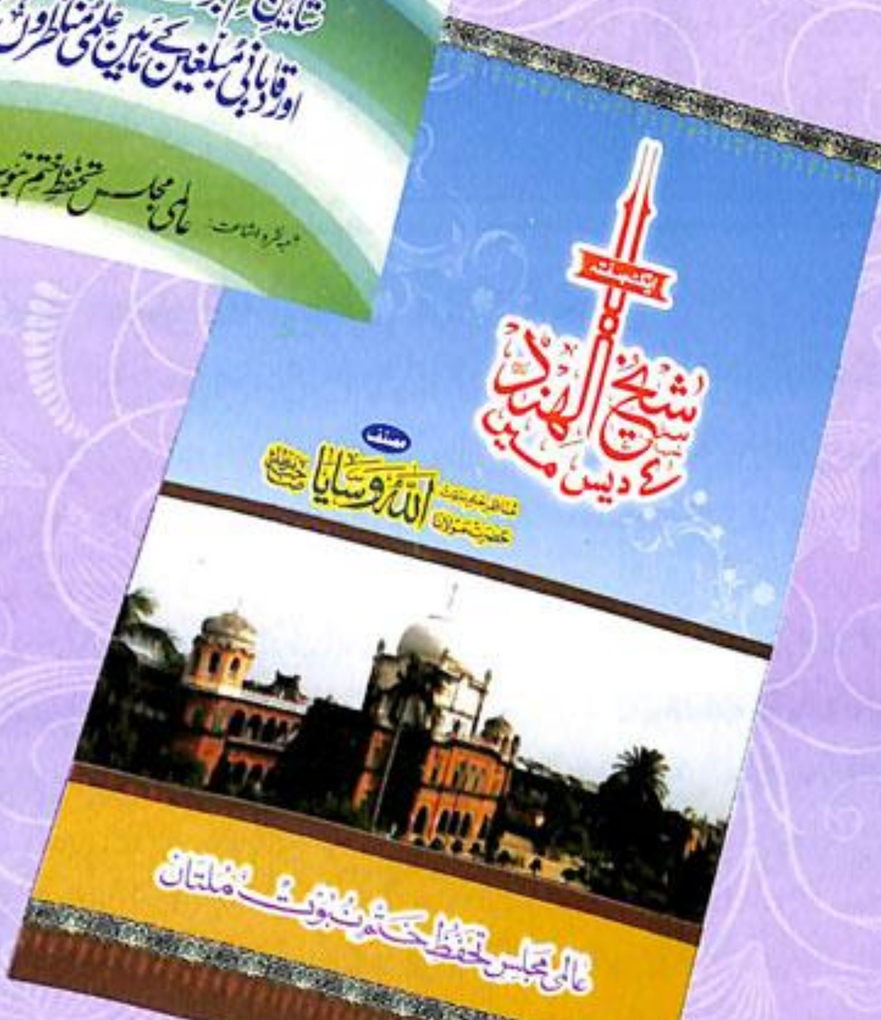

قیمت فی شمارہ -/15 روپے

قیمت سالانہ -/180 روپے